انیس فاطمہ

بچوں کی ذہنی قابلیت میں اضافے کا باعث

برسٹول یونیورسٹی کے ماہرین کے مطابق چپس، چاکلیٹ اور کیک کا استعمال بچوں کی ذہنی صلاحیت کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اپنے جائزے میں ماہرین نے اس بات کی تجویز پیش کی ہے کہ بچوں کے آئی کیو لیول کی کمی اور ناقص غذاؤں کے مابین ایک گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ اپی ڈیمولوجی اینڈ کیونٹی ہیلت کے ایک آن لائن جریدے میں ماہرین نے اس بات کا مشورہ دیا ہے کہ ناقص غذاؤں کا استعمال بچوں کی دماغی نشوونما اور ذہنی صلاحیت پر برا اثر ڈالتا ہے۔ اس ضمن میں برٹش ڈائیٹک ایسوسی ایشن کا بھی یہی کہنا ہے کہ موجودہ دور کے نوجوان والدین کو چاہئے کہ وہ صحت بخش غذاؤں کے متعلق زیادہ سے زیادہ جانکاری اور واقفیت حاصل کریں، تاکہ وہ اپنے بچوں کی ذہنی صلاحیت کو اُجاگر کرنے کے لئے انہیں صحت بخش غذائیں فراہم کرسکیں۔ والدین اور بچوں پر عمل میں لائے جانے والے "دی اوان لانگیٹیوڈ جائزے میں ناقص غذائی عادات پر مشتمل جن 3,966 بچوں نے حصہ لیا، وہ تین، چار، سات اور ساڑھے آٹھ سال کی عمروں سے تعلق رکھتے تھے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ تین قسم کی غذاؤں کا استعمال بچوں کے ائی کیو لیول کو بڑھانے کے لئے ضروری ہے جیسے کہ: زیادہ چکناہٹ پر مبنی غذائیں، شکر اور دیگر سہولت بخش غذائیں، گوشت، آلو اور سبزیوں پر مبنی غذائیں، سلاد، پھل اور مچھلی پر مشتمل صحت مندانہ غذائیں وغیرہ۔

اس سلسلے میں ماہرین تمام آٹھ تا ساڑھے آٹھ سال کی عمر کے بچوں کے آئی. کیو لیول کا ٹسٹ لیا۔ جس کے بعد ماہرین نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ والدین کی تعلیمی قابلیت، بچوں کی آئی. کیو لیول اور ان کی غذا کے مابین ایک گہرا ربط پایا گیا ہے۔ تین سال کے بچوں میں محفوظ غذاؤں کے زیادہ استعمال کا آٹھ تا ساڑھے آٹھ سال کی عمر کے بچوں کے آئی. کیو لیول سے براہ راست ربط ہوتا ہے یعنی ایسی غذائیں آٹھ اور ساڑھے آٹھ سال کی عمر میں ان کے ائی. کیو لیول پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ اور جو بچے ابتداء ہی سے ناقص غذائی عادتوں میں مبتلاء رہتے ہیں، مستقبل میں اس کا بُرا ردعمل ہوتا ہے۔ برسٹول یونیورسٹی میں اس جائزے کو عمل میں لانے والے محقق ڈاکٹر پاؤلین ایمیٹ کا کہنا ہے کہ "جہاں تک ایک بچہ کی ذہنی نشوونما کا سوال ہے، تو اس کا آغاز ابتدائی عمر سے ہوتا ہے۔ بچوں کی ابتدائی زندگی سے ہی اس کا دماغ انتہائی تیزی کے ساتھ فروغ پانے لگتا ہے۔" حالانکہ غذا اور آئی. کیو لیول کے مابین انتہائی گہرا ربط پایا جاتا ہے لیکن اس کا جو ردعمل ہوتا ہے وہ کچھ حد تک ہی ہوتا ہے۔ آئی. کیو لیول کے ساتھ محفوظ غذاؤں کا ربط بھی صرف کچھ ہی حد تک کم ہوتا ہے۔ اس شعبہ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ نتائج میں انہوں نے کامن سینس کی تصدیق کی ہے۔ برٹش ڈائیٹک ایسوسی ایشن کے ترجمان فیونا فورڈ کا کہنا ہے کہ اس جائزے میں انہوں نے غذائی عادتوں کے طویل مدتی ردعمل پر غور کیا۔ ماہرین نے اس بات کی وضاحت بھی کی ہے کہ بسا اوقات معاشرے کو بھی یہ چاہئے ہوتا ہے کہ وہ ایک شخص کی طرز زندگی کو تبدیل کرنے میں اور نوجوان نسل کے والدین کو صحت مندانہ غذاؤں کے تعلق سے واقف کروانے میں ان کی مدد کریں۔ لیسیسٹر رائل انفرمری کے ماہر تغذیہ کرسٹین براوین کا کہنا ہے کہ زیادہ تر لوگ اس سے لاعلم ہیں کہ انہیں کیا کرنا چاہئے، جب کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ناقص غذائی عادتوں کی وجہ سے ہونے والی الرجیوں سے انجان رہتے ہیں۔

(بقیہ......صفحہ......۳۶......پر)

کچھ اہم و مفید مطبوعات

از: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

کاروان زندگی حصہ اول (نیا ایڈیشن) -/100
کاروان زندگی حصہ دوم (نیا ایڈیشن) -/90
کاروان زندگی حصہ سوم -/80
کاروان زندگی حصہ چہارم -/90
کاروان زندگی حصہ پنجم -/80
کاروان زندگی حصہ ششم (نیا ایڈیشن) -/90
کاروان زندگی حصہ ہفتم -/80
مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی (نیا ایڈیشن) -/40
حج کے چند مشاہدات -/6
خواتین اور دین کی خدمت -/25
کاروان ایمان وعزیمت (نیا ایڈیشن) -/35
دعائیں -/10
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ (نیا ایڈیشن) -/90
سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ (نیا ایڈیشن) -/90
نبی رحمتؐ (نیا ایڈیشن) -/200
سیرت سید احمد شہیدؒ (دو جلدیں) -/200
تاریخ دعوت وعزیمت (پانچ جلدیں) -/355
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر -/70
اپنے گھر سے بیت اللہ تک -/25

از: محترمہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ

زاد سفر دو جلدیں (نیا ایڈیشن) -/150
باب کرم (نیا ایڈیشن) -/12
بچوں کی قصص الانبیاء حصہ اول -/15
بچوں کی قصص الانبیاء حصہ دوم -/14
بچوں کی قصص الانبیاء حصہ سوم -/15
بچوں کی قصص الانبیاء حصہ چہارم -/12
ہمارے حضورؐ (اردو) -/15 ہمارے حضورؐ (ہندی) -/20
موج تسنیم (اردو) زیر طبع
مناجات ہاتف -/10
دیار حبیب -/5

از مخدومہ خیر النساء بہترؒ

حسن معاشرت (نیا ایڈیشن) -/15
کلید باب رحمت -/6
ذائقہ (نیا ایڈیشن) -/15
ذکر خیر // -/15

از: حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ

لبیک اللّٰھم لبیک -/30
سوانح حضرت مولانا خلیل سہارنپوریؒ -/50
سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ -/150
زبان کی نیکیاں -/15
گلدستہ حمد وسلام -/6
کلام ثانیؒ زیر طبع

از: مولانا محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

دو مہینے امریکا میں -/90
جزیرۃ العرب -/70
حج ومقامات حج -/35
امت مسلمہ -/70
سماج کی تعلیم وتربیت -/45

از: حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

معارف الحدیث (مکمل آٹھ جلدیں) -/870
اسلام کیا ہے؟ (اردو) -/30
اسلام کیا ہے؟ (ہندی) -/35
دین وشریعت -/70
ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت -/70
قادیانی مسلمان نہیں -/25
آپ حج کیسے کریں؟ (نیا ایڈیشن) -/40
آپ حج کیسے کریں؟ (ہندی) (نیا ایڈیشن) -/45
درس قرآن -/200

دیگر مصنفین کرام کی تصانیف

تذکرہ حضرت سید احمد شہیدؒ -/45
مکتوبات مفکر اسلامؒ (اول) -/80
مکتوبات مفکر اسلامؒ (دوم) -/120
(مولانا سید محمد حمزہ حسنی صاحب)
تذکرہ حضرت سید شاہ علم اللہ -/35
سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ -/30
(مولانا محمد الحسنیؒ)
بشریت انبیاء (نیا ایڈیشن) -/40
ذکر رسولؐ // -/55
مولانا محمد علی جوہر // -/175
(مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)
کتاب النحو (حافظ عبدالرحمن امرتسریؒ) -/18
کتاب الصرف // -/20
بریلوی فتنہ کا نیا روپ (مولانا عارف سنبھلی) -/40
تاریخ میلاد (حکیم الشکور) -/30
مقالات سیرت (ڈاکٹر قدوائی) -/30
سیرت صدیقؓ (حبیب الرحمن شروانی) -/25

مکتبہ اسلام ۲/۵۴، ۱۷۲ ، محمد علی لین گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸

فون نمبر دفتر: 2270406
فون نمبر رہائش: 2229174

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

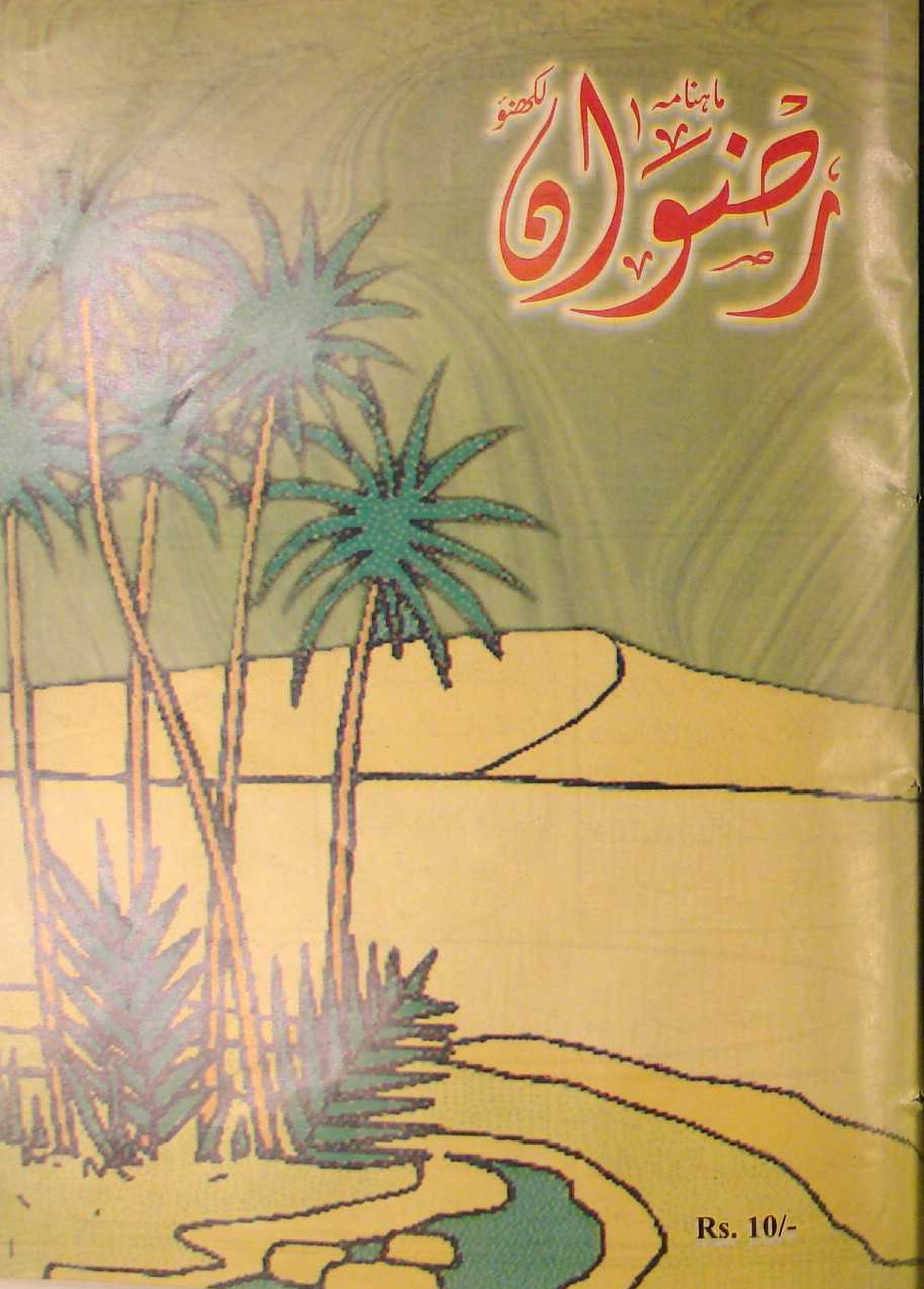

Rs. 10/-

LW/NP-184/2009-2011
R. N. 2416/57

Monthly
RIZWAN

Ph: 0522-2270406

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow-226018

PRINTED AT: KAKORI OFFSET PRESS, LUCKNOW

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی مقبول و معروف کتابیں

سوانح حیات .... کاروانِ زندگی

ایک معلم، مصنف، مورخ، داعی اور رہنما کی سرگذشت حیات

جس میں ذاتی زندگی کے مشاہدات وتجربات، احساسات وتاثرات اور ہندوستان اور عالم اسلام کے واقعات وحوادث اور تحریکات وشخصیات کے مطالعہ کا ماحصل اس طرح گھل مل گیا ہے کہ وہ ایک دلچسپ وسبق آموز آپ بیتی اور ایک مورخانہ وحقیقت پسند جگ بیتی بن گئی ہے اور چودہویں صدی ہجری، بیسویں صدی عیسوی کی تاریخ وسرگذشت کا ایک اہم باب محفوظ ہوگیا ہے۔

• ایک تاریخی دستاویز • ادبی مرقع • دعوت فکر وعمل

فوٹو آفسیٹ کی بہترین کتابت وطباعت سے آراستہ

قیمت حصہ اول	(اردو ایڈیشن)	100/-
قیمت حصہ دوم	(اردو ایڈیشن)	90/-
قیمت حصہ سوم	(اردو ایڈیشن)	80/-
قیمت حصہ چہارم	(اردو ایڈیشن)	90/-
قیمت حصہ پنجم	(اردو ایڈیشن)	80/-
قیمت حصہ ششم	(اردو ایڈیشن)	90/-
قیمت حصہ ہفتم	(اردو ایڈیشن)	80/-
قیمت مکمل سیٹ	(کاروان زندگی)	610/-

کاروان ایمان وعزیمت

قافلہ مجاہدین یعنی حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک اصلاح وجہاد سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم وفضل وعزیمت کا تذکرہ جس سے مسلمانوں کی تاریخ دعوت وعزیمت کا ایک روشن باب سامنے نظر آتا ہے۔

خوبصورت کتابت وطباعت

قیمت 35/-

حج کے چند مشاہدات

اس کتاب میں مولاناؒ نے حج کے بارے میں جس طرح اپنے تاثرات ومشاہدات کا اظہار کیا ہے وہ اپنے انداز کا موثر اظہار ہے۔

قیمت 6/-

خواتین اور دین کی خدمت

خواتین کی کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کے دینی وسماجی فرائض کیا ہیں، وہ کس طرح دین کی خدمت کرسکتی ہیں، آخر میں مولاناؒ کی والدہ ماجدہ کے وہ تربیتی خطوط ہیں جو انھوں نے مولاناؒ کے نام ان کی تعلیم کے دوران لکھے تھے۔

قیمت 25/-

ذکرِ خیر

حضرت مولاناؒ کی والدہ ماجدہؒ کے حالات زندگی، خود حضرت مولاناؒ کے قلم سے۔ قیمت 15/-

سوانح حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ

عہد حاضر کی مشہور دینی شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا عبد القادر رائے پوریؒ کے حالات زندگی، ان کی شخصیت، ان کی نمایاں صفات، انداز تربیت، توازن وجامعیت، تعلق مع اللہ، خلوص ومحبت، فیض وتاثرات اور معرفت وسلوک کا ایمان افروز تذکرہ۔ قیمت مجلد 90/-

بیادگار حضرت مولانا محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ

خواتین کا ترجمان

1-156
178884

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

شمارہ ۵	مئی ۲۰۱۱ء	جلد ۵۵

ایڈیٹر
محمد حمزہ حسنی

معاونین
• میمونہ حسنی • عائشہ حسنی
• جعفر مسعود حسنی • محمود حسن حسنی

سالانہ چندہ
برائے ہندوستان : ۱۵۰؍روپے
غیر ملکی ہوائی ڈاک : ۳۵؍امریکی ڈالر
فی شمارہ : ۱۵؍روپے

ڈرافٹ پر RIZWAN MONTHLY لکھیں

ماہنامہ رضوان ۲/۵۴، ۱۷۱، محمد علی لین، گوئن روڈ لکھنؤ۔۲۲۶۰۱۸

Mobile : 9415911511

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کیلئے نظامی آفسیٹ پریس میں چھپوا کر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

کمپوزنگ : ناشر کمپیوٹر لکھنؤ۔ فون : 9580695643

فہرست مضامین

- اپنی بہنوں سے .... مدیر ۳
- حدیث کی روشنی میں .... امۃ اللہ تسنیم ۴
- آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے؟ .... مولانا خالد سیف اللہ مدنی ۶
- سنہرے حروف .... عبدالمالک مجاہد ۹
- خواتین کے متعلق نبی رحمتؐ کے فرامین .... مولانا محمد جہان یعقوب ۱۲
- مملکت سعودی عرب میں اسلامی قانون سازی .... محمود بن محمد (آئی پی ایس) ۱۷
- میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟ .... ڈاکٹر عبدالقدیر خان ۱۹
- کسب حلال اور اس کی ضرورت .... مفتی محمد شاہد حسین قاسمی ۲۱
- اپنے مَن میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی .... ظہیر دانش عمری ۲۲
- شیخ طریقت، محبوب، سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ .... سید بدیع الدین نقشبندی نظامی ۲۴
- زلزلہ، بندوں کو انتباہ .... محترم عبداللہ البرنی ۲۵
- اسلامی تشخص کی حفاظت کریں .... مولانا محمد مجیب الدین ۲۷
- اصلاح معاشرہ، مگر کیسے؟ .... فضل الرحمٰن ۳۱
- بزم رفتہ کی سچی کہانیاں .... محمد قمر الزماں ندوی ۳۲
- سوال وجواب .... مفتی راشد حسین ندوی ۲۲
- عیسائیت کے جھول نے مجھے مسلمان بنادیا .... ادارہ ۳۷
- بچوں کی ذہنی قابلیت میں اضافے کا باعث .... انیس فاطمہ ۴۰

اپنی بہنوں سے

میمونہ حسنی

ہماری اس دنیا میں آج کل عجیب سی بھاگ دوڑ مچی ہے جسے دیکھو بگٹٹ بھاگ رہا ہے، دوڑ رہا ہے کس کی طرف؟ اور کیوں؟ ہم میں سے تقریباً ہر ایک جانتا ہے کہ یہ گرم بازاری خواہشات کی ہے ایک ہوڑ لگی ہے۔ خوب سے خوب تر آگے اور آگے! آخر اس کی کون سی حد ہے؟ یہ کسی کو نہیں معلوم، ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ ہماری فلاں خواہش پوری ہونی چاہئے شادیوں میں ہم دیکھیں گھروں میں دیکھیں عجیب سا طوفان مچا ہے نمود ونمائش اور دوسرے سے آگے نکل جانے کا شوق کیا خرابی لا رہا ہے ہم کو اس کی فکر نہیں یہ خرابی ہم عورتوں کے مزاج میں پیوست ہوگئی ہے ہمارے خیال میں مردوں میں یہ خرابی عورتوں کے مقابلے میں کم ہے۔ قیمتی سے قیمتی لباس زیورات شاندار رہن سہن پھر اس کے بعد اپنی برتری کا اظہار دوسرے کی تحقیر اور اس کو کمتر سمجھنا ان ساری خرابیوں کے پس پشت ہمارا یہ مزاج ہے کہ ہم ضروریات اور خواہشات کو یکساں سمجھتے ہیں خود بھی ساری زندگی پریشان رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان رکھتے ہیں اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں میں سے صرف ایک فرمان کو مد نظر رکھ لیں تو اس مرض میں بہت کمی آجائے گی آپ نے فرمایا۔

اپنے سے کم درجہ والوں کو دیکھو بڑے درجہ والوں کو نہ دیکھو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔ (مسلم) ہمارے یہاں اس کا الٹا ہوتا ہے ہم ہر وقت دوسرے کو جو ہم سے زیادہ ہوتا ہے دیکھ دیکھ کڑھتے رہتے ہیں پھر اس کی برابری کرنے کے لئے اتنی بھاگ دوڑ کرتے ہیں کہ ہانپنے لگتے ہیں اور اپنی زندگی میں اس دولت سے محروم ہو جاتے ہیں جو سکون واطمینان اور قناعت کی دولت ہے۔ دلچسپ تماشہ یہ ہے کہ اس دوران ہم دین کے معاملات میں اپنے سے کم کو دیکھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں دل کو تسلی دے لیتے ہیں کہ بھلا ہم کہاں اہل دین کا مقابلہ کر سکتے ہیں گویا ''بڑے لوگوں کی بڑی باتیں'' کہہ کر کبھی اڑا دیتے ہیں۔

حدیث کی روشنی میں

اللہ کیلئے محبت اور اس کے احکام

امۃ اللہ تسنیم

ایمان کی حلاوت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس میں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت محسوس ہوگی۔ ۱- اللہ اور اس کے رسول ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ ۲- کسی سے محبت کرے تو للٰہی محبت کرے۔ ۳- کفر کی طرف واپس ہو جانا جس سے اللہ نے اس کو بچایا ہے اتنا برا سمجھے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

(بخاری۔ مسلم)

سات آدمی جو قیامت میں اللہ کے سایۂ رحمت میں ہوں گے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات آدمی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنا سایہ کرے گا، جس دن بجز خدا کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا اور وہ سات یہ ہیں۔ ۱- منصف حاکم۔ ۲- وہ جوان جس نے اللہ عز وجل ہی کی عبادت میں نشو ونما پائی۔ ۳- وہ جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔ ۴- وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے محبت کریں، ملیں تو اسی کے لئے اور الگ ہوں تو اسی کے لئے۔ ۵- وہ جس کو کوئی صاحب جمال عورت بلائے تو کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ۶- جو اس طرح چھپا کر صدقہ کرے کہ بایاں ہاتھ بھی نہ جانے کہ سیدھا ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے۔ ۷- جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اُس کے آنسو بہنے لگیں۔

(بخاری۔ مسلم)

للٰہی محبت رکھنے والوں پر اللہ کا سایہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میری عظمت کی وجہ سے جو آپس میں محبت کرتے تھے وہ کہاں ہیں آج میں اُن پر اپنا سایہ کروں گا اور آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

(مسلم)

باہمی محبت اور اس کی ترکیب

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم جنت میں نہ جاسکو گے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ گے اور جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے مومن نہ ہوگے، میں تم کو ایسی بات نہ بتلادوں کہ تم عمل کرو تو آپس میں محبت ہوجائے، اپنے درمیان سلام پھیلاؤ۔

مسلمان سے خدا کیلئے محبت کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی اپنے کسی بھائی کو ملاقات کے لئے کسی دوسری بستی جارہا تھا۔ اللہ نے اس کے راستہ پر ایک فرشتہ مقرر کردیا۔ جب وہ فرشتہ کے قریب ہوا تو فرشتہ بولا کہاں کا ارادہ رکھتے ہو، اس نے جواب دیا فلاں بھائی سے فلاں جگہ ملنے جاتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کیا تم پر اس کا کوئی احسان ہے جس کو تم نبھا...... رہے ہو؟ اس نے کہا اس سے میری کوئی غرض نہیں، ہاں مجھے اس سے للٰہی محبت ہے۔ فرشتے نے کہا کہ میں اللہ کا قاصد ہوں۔ اللہ

نے تم سے محبت کی جیسے تم نے اس کی وجہ سے اس سے محبت کی۔ (مسلم)

انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے

حضرت براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں فرمایا کہ ان سے محبت کرنے والا مومن ہوگا اور بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔ جو ان سے محبت کرے گا اللہ اس سے محبت کرے گا جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔ (بخاری۔ مسلم)

اللہ کیلئے محبت رکھنے والوں کا قیامت میں اعزاز

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت رکھیں اُن کے لئے نور کے منبر ہوں گے، ان پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔ (ترمذی)

اللہ کیلئے محبت کرنے والا اللہ کا محبوب ہے

حضرت ابوادریسؒ الخولانی سے روایت ہے کہ دمشق کی مسجد میں میرا گزر ہوا، میں نے ایک چمکدار دانتوں والے نوجوان کو دیکھا کہ ان کے گرد لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جب کسی بات پر اختلاف ہوتا تو ان کی طرف رجوع ہوتے اور انہیں کی رائے پر فیصلہ کرتے، میں نے ان کے متعلق دریافت کیا، معلوم ہوا کہ یہ معاذ بن جبلؓ ہیں۔ دوسرے دن میں دوپہر کو بہت سویرے آیا اور میں نے ان کو اپنے سے پہلے آیا ہوا پایا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے میں نے انتظار کیا۔ جب انہوں نے نماز پوری کی تو میں نے اُن کے سامنے آکر سلام کیا۔ پھر عرض کیا خدا کی قسم میں آپ سے محبت کرتا ہوں، انہوں نے کہا سچ، میں نے کہا سچ، بولے سچ سچ، میں نے کہا سچ۔ تو انہوں نے میری چادر کا کونا پکڑ کر مجھ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ پھر فرمایا خوش ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں، اور میرے واسطے ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے والوں، اور میری ہی رضا کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہوگئی۔

مسلمان بھائی کو اپنی محبت کی خبر دے دینی چاہیے

حضرت مقدامؓ بن معدی کرب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کو بتادے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت معاذؓ کو محبت کی اطلاع اور دعا کی تعلیم

حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے معاذؓ مجھے تم سے محبت ہے اور فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنی ہر نماز کے پیچھے اللھم اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك۔ کہہ لیا کرو۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

محبت کی اطلاع

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے، دوسرے صاحب آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ان سے محبت ہے، آپ نے فرمایا ان کو بتلا بھی دیا۔ بولے نہیں۔ آپ نے فرمایا بتلادو۔ انہوں نے اُن صاحب سے کہا میں آپ سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں۔ وہ بولے آپ جس کے لئے مجھ سے محبت کرتے ہیں، وہ آپ سے بھی محبت کرے۔ (ابوداؤد)

سیرت نبوی

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے؟

مولانا خالد سیف اللہ مدنی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اعداء اسلام کے ساتھ جو معرکہ آرائیاں ہوئیں، ان میں غالباً سب سے سخت معرکہ ''غزوۂ احزاب'' کا تھا، اس غزوہ میں تمام اسلام دشمن طاقتیں یکجا ہوگئی تھیں، اس میں مکہ کے مشرکین بھی تھے، قبیلۂ بنو غطفان کے جانباز بھی ان کے دوش بدوش تھے اور مسلمانوں کے بغلی دشمن یہود بھی اس نازک وقت میں کھل کر مسلمانوں کی مخالفت میں سرگرم ہوگئے تھے، اس طرح بیس ہزار کا لشکر جرار مدینہ کی اس مختصر آبادی کا محاصرہ کئے ہوا تھا، جو محض دو ڈھائی ہزار نفوس پر مشتمل تھی، یہ بڑا نازک وقت تھا، اسی لئے مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے ایرانیوں کے طریقۂ جنگ کے مطابق ایک گہری اور وسیع خندق کھودی سامنے کی طرف سے یہ خندق تھی اور پشت کی طرف سے پہاڑ تھے، تاکہ دشمن مسلمانوں تک پہنچ نہ سکیں، تقریباً بیس دن مسلمان محاصرہ کی حالت میں رہے۔

جنگ کے موقع پر یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ فوجیوں کو غذائی رسد اور ضروری سہولتیں حاصل رہیں، تبھی وہ پوری قوت اور جوش و ولولہ کے ساتھ حملہ کرسکتے ہیں اور اپنے دفاع کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں، لیکن صورت حال یہ تھی کہ یخ بستہ کردینے والی ٹھنڈک اور اس کے ساتھ ساتھ غذا کی نہایت قلت تھی۔ غذائی صورت حال یہ تھی کہ راوی نقل کرتے ہیں:

"یؤتون بملإ کفی من الشعیر
فیصنع لھم بإھالة سنخة توضع بین
یدی القوم والقوم جیاع وھی بشعة فی
الحلق ولما ریح منتن" (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق و ھو الأحزاب۔ حدیث نمبر:۳۷۹۱)

''صحابہ کے پاس دو مٹھی جو لایا جاتا مزہ اتری ہوئی بدبودار چربی کے ساتھ اس کو ان کے لئے پکایا جاتا، جو لوگوں کے سامنے رکھ دیا جاتا، درآنحالیکہ وہ بھوکے ہوتے۔''

مگر کیا مجال تھی کہ کبھی زبان پر شکوہ آئے، احتجاج ہو، یا بطور الحاح والتجاء ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض مدعا کیا جائے، وہ ہمیشہ صبر وقناعت کے پیکر بن کر رہتے اور ہر حال میں ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے شکر و سپاس سے تر رہتی، معمولی ہتھیاروں سے چٹان کے پتھروں کو توڑنا اور خشک پتھریلی زمینوں کو کھودنا آسان بات نہیں تھی، لیکن صحابہ کا حال یہ تھا کہ پورے جوش وخروش کے ساتھ اپنا کام کئے جاتے، سخت جسمانی کام کرتے ہوئے، بعض اوقات لوگ نعرہ لگاتے اور نغمے گاتے ہیں، یہ بات ان کے لئے کام کو آسان بناتی ہے اور ان میں نیا جوش وولولہ بھر دیتی ہے، عربوں کے یہاں بھی اس کا رواج تھا، چنانچہ صحابہ اس موقع سے حوصلہ بڑھانے والے اشعار پڑھتے، ان اشعار کے لفظ لفظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا عشق، اللہ کی قدرت پر بے پایاں یقین اور اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے کا جذبہ اور صبر وقناعت کا عزم مصمم ظاہر ہوتا ہے، آپ ان ایمان افروز اشعار کو پڑھئے جن کو امام بخاریؒ نے اپنے مجموعۂ حدیث میں نقل کیا ہے:

نحن الذین بایعوا محمداً
علی الجھاد ما بقینا أبدا
(صحیح البخاری حدیث نمبر:۲۸۴۳)

''جب تک ہم زندہ رہیں گے اس وقت تک کے لئے ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر بیعت کی۔''

واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلنا سکینة علینا
و ثبت الاقدام ان لاقینا

إن الألی قد بغوا علینا
إذا أرادوا فتنة أبینا
(حوالہ سابق، حدیث نمبر:۱۴۰۴)

''خدا کی قسم! اگر اللہ ہمیں ہدایت سے نہ نوازتے تو ہم ہدایت نہیں پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، پس خداوند! ہم پر سکینہ نازل فرمایئے اور جب ہمارا مقابلہ دشمن سے ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھئے، ان لوگوں نے ہمارے خلاف زیادتی کی ہے، جب انہوں نے فتنہ پیدا کرنا چاہا تو ہم نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔''

ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء پر فقر و فاقہ کی آزمائش ہے، دوسری طرف یہ جذبۂ سرفروشی اور جانبازی و جاں نثاری بھی دوش بدوش ہے، اسی ماحول میں اسلام کا سورج جزیرۃ العرب کے افق پر طلوع ہوا، وہ بلندی کا سفر طے کرتا گیا، یہاں تک کہ اس کی کرنیں مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں، اس پر ایمان لانے والوں کے ایک ہاتھ میں فولاد کی تلوار ہوتی تھی اور دوسرے ہاتھ میں اخلاق کی تلوار، ان کی زندگی میں اتنی سادگی اور قناعت تھی کہ انہیں متاع سیم وزر کی طرف دوڑنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، دنیا کے لوگ مال و دولت کے انبار کے ذریعہ اپنی شان وشوکت کے مصنوعی محل کھڑا کرتے ہیں، مگر ان کا رعب وجلال ان کی فقر و درویشی میں پنہاں تھا، بڑے بڑے بادشاہوں کو ان سے گفتگو کا یارانہ ہوتا تھا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف دامن گیر نہیں تھا کہ میری امت معاشی اعتبار سے پسماندہ ہوجائے گی اور اس فقر و پسماندگی کی وجہ سے اسے ذلت ورسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا، بلکہ آپ کو ڈر اس بات کا تھا کہ یہ امت جد وجہد کے جذبہ سے محروم ہوکر عیش وعشرت میں مبتلا نہ ہوجائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم! مجھے تم پر فقر ومحتاجی کا خوف نہیں ہے، لیکن میں تم پر جس بات کے بارے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی نعمتیں بچھادی جائیں گی، جیسے تم سے پہلوں کے لئے بچھادی گئی تھی، پھر پچھلی قوموں کی طرح تم دنیا کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگوگے اور جیسے دنیا کی حرص نے انہیں غفلت اور لہو ولعب میں مبتلا کردیا تھا، کہیں تم کو بھی غفلت ولہو ولعب میں مبتلا نہ کردے''۔ (بخاری، باب مایحذر من زھرة الدنیا والتنافس بھا، حدیث نمبر:۶۴۲۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے اپنے بعد تمہارے شرک میں مبتلا ہوجانے کا اندیشہ نہیں، لیکن اس بات کا ڈر ہے کہ دوسرے کی دولت میں تم ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کروگے۔'' (دیکھئے، بخاری، حدیث نمبر:۶۴۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں آج عمومی طور پر مسلمانوں کا اور خاص طور پر مسلمان حکمرانوں کا حال دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں جس چیز سے ڈرتے تھے، آج امت مسلمہ عملی طور پر اسی مرض میں مبتلا ہے، گذشتہ ڈیڑھ ماہ سے عالم عرب میں آزادی اور جمہوریت کی جو لہر اٹھی ہے، اس نے زور زبردستی سے برسراقتدار رہنے والے فرمانرواؤں کی نیند تو حرام کرہی دی ہے، ساتھ ہی ساتھ بعض ایسے واقعات سے بھی پردہ اٹھ رہا ہے، جو اقتدار کی دبیز اور مضبوط دیواروں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے، جیسے تیونس کے آمر زین العابدین بن علی جب اپنے ملک سے فرار ہوئے تو اس طرح کہ سولہ ٹن سونے کی اینٹیں ان کے ساتھ تھیں، اس کے ساتھ مال ودولت کے اور جو خزانے لے جائے گئے ہوں گے ان کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، مصر کے سابق صدر حسنی مبارک کی بیوی اور بیٹے کئی لدے پھدے جہازوں کے ساتھ مصر سے بھاگے اور خود حسنی مبارک کی دولت کا اندازہ کیا جائے کہ وہ دو بلین ڈالر سے بھی زیادہ ہے، لیبیا کے صدر کی صورت حال یہ ہے کہ ان کی دوسری بیوی دو ٹن سونا لے کر فرار ہوچکی ہے، ان کی ایک محبوب جو یوکرین کی متوطن ہیں اور سایہ کی طرح ان کے ساتھ رہا کرتی تھیں، وقت کے تیور کو دیکھتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ وہ دولت کا ایک انبار لے کر اپنے وطن پہنچ چکی ہیں، پھر قذافی کی عیاشی اور عشرت آرائی کا حال یہ ہے کہ ان کے ساتھ دو سو جوان اور نوجوان

خاتون باڈی گارڈ ساتھ ہوتی ہیں، شاید یہ مرد باڈی گارڈ ہوا کرتی تھیں، وہ جب بھی کہیں جاتے تو اس قافلہ کو اپنے ساتھ لے کر جاتے اور یوکرین کی محبوبہ نرس کے طور پر ان کے ساتھ رہتی تھیں، دولت جمع کرنے اور داد عیش دینے کی قریب قریب یہی صورت حال اکثر عرب ملکوں میں ہے، جہاں فرمانرواؤں نے عوام کو اپنا غلام اور ملک کو اپنی ذاتی جائداد سمجھ لیا ہے، افسوسناک بات یہ ہے کہ ان کی ہوس دولت کو پورا کرنے کے لئے ملک میں موجود بینک کافی نہیں ہوتے، اس لئے زیادہ تر مسلم حکمرانوں کے پیسے مغربی ممالک کے بینکوں میں محفوظ کئے گئے ہیں، ان ہی ملکوں میں انہوں نے سرمایہ کاری کر رکھی ہے اور یہیں بڑے بڑے قصور ومحلات واقع ہیں، اس لئے جب مغرب کے کٹ پتلی حکمرانوں کے خلاف ان کے ملک میں فضا بنتی ہے تو مغربی قوتیں مخالفین کی مدد کرتی ہیں اور ان کی طرف سے برپا کی جانے والی شورشوں کو تقویت پہنچاتی ہیں، ادھر ان کا تخت اقتدار متزلزل ہوا اور ادھر ان کے کھاتے منجمد کردیئے جاتے ہیں اور ان کی ساری دولت پر قبضہ جمالیا جاتا ہے، ان کے بعض "بے نامی" کھاتے بھی ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کوئی ان کے بارے میں پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا۔

ایک طرف عالم اسلام کی یہ صورت حال ہے اور دوسری طرف ہمارے سامنے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے ایک چھوٹے سے ملک جاپان کی مثال ہے، مورخہ ۱۱ر مارچ ۲۰۱۱ء کو جاپان میں زبردست سونامی آئی، جس کی مثال صدیوں میں نہیں ملتی، یہ ایسی سونامی تھی کہ آٹھ میٹر بلند سمندر کی سرکش موجیں آبادی میں گھس پڑیں اور انہوں نے پوری آبادی کو دھو کر رکھ دیا، مکانات اس طرح گر پڑے کہ گویا بچوں کے کھیلنے کے مٹی کے گھروندے ہوں، کاریں اور بسیں ماچس کی ڈبیوں کی طرح سڑکوں پر بہنے لگیں، سمندری سونامی کے ساتھ ساتھ زمین میں بھی زلزلہ آ گیا، اس کے نتیجہ میں تین نیوکلیر ری ایکٹر اڑ گئے اور اس کی تابکاری کے اثرات ایک وسیع علاقہ میں پھیل گئے، ایک ہی وقت میں اس قوم کو زلزلہ، سونامی اور نیوکلیر حادثہ سے گذرنا پڑا، لیکن اس قوم نے اپنی حوصلہ مندی، جدوجہد اور قربانی کے ذریعہ ان حادثات کا مقابلہ کیا، نہ دنیا کی دوسری قوموں کے سامنے ہاتھ پھیلایا نہ آہ و واویلا کی اور نہ پست ہمت ہوئے، جس پامردی کے ساتھ انہوں نے حالات کا مقابلہ کیا ہے، وہ یقیناً ایک مثال ہے اور بجا طور پر پوری دنیا میں ان کوششوں کو داد دی جارہی ہے، شاعر حقیقت شناس علامہ اقبالؒ نے خوب کہا تھا:

آ، تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر سناں اول، طاؤس و رباب آخر

یعنی جب کوئی قوم ترقی وعروج کا سفر طے کرتی ہے تو وہ تلواروں اور نیزوں سے مزین ہوتی ہے، وہ مشکل حالات کو برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے، وہ عیش وعشرت کے خاکوں میں رنگ بھرنے کے بجائے جدوجہد کے میدان میں آگے بڑھتی ہے اور جب قوموں کے زوال وانحطاط کا زمانہ آتا ہے تو وہ عیش وعشرت کے نقشے بنانے لگتی ہے اور رقص وسرور سے اپنے دل کو بہلانے کی عادی ہوجاتی ہے، یہی وہ بات ہے کہ جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندیشہ رکھتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت اور بددیانتی پیدا ہوجاتی ہے تو وہ کم ہمت اور بزدل ہوجاتی ہے۔

"ماظهر الغلول فی قوم الا القی فی قلوبهم الرعب"۔ (طبری، ص:۲۶۹۶)

اس وقت عالم اسلام کی صورت حال یہی ہے کہ اپنی قوم کے ساتھ حکمرانوں کا معاملہ بدترین بددیانتی کا ہے اور صہیونی و صلیبی طاقتوں کے مقابلوں، شرمناک بزدلی اور کم حوصلگی کا، عام مسلمانوں کی بھی صورت حال یہ ہے کہ وہ علم وتحقیق، محنت اور جدوجہد میں پیچھے ہیں اور عیش پرستی میں آگے، دوسری قومیں ہمیں دیکھتی ہیں اور خندہ زن ہوتی ہیں کہ یہ لٹی پٹی اور ذلیل ورسوا کی ہوئی قوم اپنی محرومی اور کم نصیبی کو بھول کر کس طرح داد عیش دے رہی ہے، کاش ہم اس طرز عمل میں تبدیلی لائیں، اپنے اندر حالات کا مقابلہ کرنے اور جدوجہد کے ذریعہ آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا کریں اور عیش وعشرت کے نقشوں کو تج کر ایک باعزت اور آبرومند امت کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر آپ کو لانے کی کوشش کریں۔

عبدالمالک مجاہد

سنہرے حروف

شریعت مطہر کی بالادستی

شیخ الاسلام امام تقی الدین ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ومکاشفہ سے نوازا جاتا ہے، ان میں کوئی بھی شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہستی سے افضل وبہتر نہیں ہوسکتا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ"۔

"تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جنہیں الہام سے نوازا جاتا رہا، اگر کوئی ایسا شخص میری امت میں ہے تو بھروہ عمر بن الخطاب ہیں۔ (صحیح البخاری: 3689)

اور یہ واضح ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کئی ایک مسائل میں اپنے پروردگار کی موافقت کا بھی شرف حاصل ہوا لیکن باوجود اس شرف کے انہوں نے ہر مسئلے کو رسول اکرم کی لائی ہوئی شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا اپنا شیوہ ودتیرہ بنایا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے پیش آمدہ مسئلے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کئے بغیر بلاچوں وچرا قبولیت کا درجہ دے دیا ہو۔ البتہ اس معاملے میں ہمیشہ ان کو یہ فکر دامن گیر ہوتی تھی کہ کسی بھی صورت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے ان کا کوئی بھی قول یا فعل سبقت قرار نہ پائے۔ بلکہ ان کے استنباطی مسئلے میں جب کبھی کوئی اختلاف کا پہلو غالب ہوتا تو فوراً سنت مطہرہ کی طرف رجوع کرتے۔

بسا اوقات کسی مسئلے کی تحقیق میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور اندیش نگاہ چوک جاتی یا کوئی مسئلہ ان سے مخفی رہ جاتا جس کی تہہ تک وہ نہ پہنچتے، تو اس کی وضاحت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اہل علم صحابہ فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ صحابہ کرام کی بیان کردہ توضیح وتعلیم کو بسروچشم قبول فرماتے تھے جیسا کہ حدیبیہ کے موقع پر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن اور مانعین زکوٰۃ کے بارے میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتویٰ جہاد کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی خصوصیت تھی کہ ایک عورت بھی ان کی بات دلیل کی روشنی میں رد کردیتی تھی اور الٹا ان پر قرآن سے حجت قائم کردیتی تھی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بات رد کرکے عورت کی بات قبول کرلیتے جیسا کہ عورتوں کے مہر کے متعلق ایک عورت نے قرآن کے لفظ "قنطارا" کے ذریعے سے ان پر حجت قائم کردی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے موقف سے رک گئے۔ اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی اہل الہام ومکاشفہ ہو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہیں ہوسکتا۔ ایسی صورت میں اظہر من الشمس ہے کہ کوئی بھی اہل الہام و مکاشفہ اتباع کتاب وسنت سے مستغنی نہیں ہوسکتا بلکہ اسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق قرآن و سنت کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامنا ہوگا اور قرآن وسنت ہی کا راستہ اختیار کرنا ہوگا، ایسا نہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو اپنے تابع بنانے میں ساری تگ ودو کرنے لگے اور شریعت محمدی کی تعلیمات کو قابل اعتنا نہ گردانے۔ ایسے ہی لوگوں نے (دین کو سمجھنے میں) غلطی کی، گمراہی کی ڈگر پر جا پڑے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع چھوڑ دی اور اپنے اوپر عائد شرعی امور سے استغنا وبے نیازی برتنے لگے اور زعم باطل میں مبتلا ہوگئے کہ وہ علم منقول کی پیروی

سے چھٹکارا پاچکے ہیں اور انہیں اس علم کی چنداں ضرورت نہیں۔

چنانچہ ان کا یہ جملہ ان کے درمیان زبان زدِ عام ہوگیا:

"اَخَذُوْا عِلْمَهُمْ مَيِّتًا عَنْ مَيِّتٍ وَ اَخَذْنَا عِلْمَنَا عَنِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔" "انہوں نے (محدثین وفقہاء وغیرہ نے) اپنا علم میت در میت سے حاصل کیا ہے (ایسے ذریعے سے علم منقول ہوا ہے کہ وہ بیان کرنے والا مرجاتا ہے) اور ہم نے اپنا علم اس ذات سے حاصل کیا ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

ایسے جاہلوں سے کہا جائے کہ ثقات نے پیغمبر علیہ السلام سے جو کچھ بھی نقل کیا ہے، وہ بالکل حق ہے۔ اگر یہ معصوم پیغمبر سے نقل نہ ہوتی تو تم اور تم جیسے جہلا وحمقا یا تو مشرکین کی صف میں ہوتے یا یہود و نصاریٰ کے زمرے میں۔ اور یہ جو تم اپنے علم اکتساب کی بات کرتے ہو تو کیسے معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ کی طرف سے وحی ہے؟ اور کیونکر تمہاری سمجھ میں نہ آیا کہ وہ شیطان کی وحی ہے؟ وحی کی بھی تو دو قسمیں ہیں: ایک وحی رحمان کی ہے اور ایک وحی شیطان کی بھی ہوتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تمہاری نظر سے نہیں گزرا: "وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ۔" (سورۃ الانعام: 121) "اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے ذہنوں میں شبہے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔"

اور فرمایا: "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا" (سورۃ الانعام: 112) "اور اس طرح ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین، ہر نبی کے دشمن بنائے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے کان میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتا رہتا ہے تاکہ اسے دھوکے میں رکھے۔"

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ۔" (سورۃ الشعراء: 221-223) "کیا میں تمہیں بتاؤں کس پر شیاطین نازل ہوتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹ گڑھنے والے، گناہگار پر نازل ہوتے ہیں جو (شیطانوں کی طرف) کان لگاتے ہیں اور ان کے اکثر جھوٹے ہیں۔"

مختار بن ابوعبید ثقفی بھی اسی قسم میں سے تھا، چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا گیا کہ مختار کہتا ہے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے تو انہوں نے فرمایا:

"اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کے ذہنوں میں شبہے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔"

اور جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتایا گیا کہ مختار کہتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے تو انہوں نے فرمایا: "کیا میں تمہیں بتاؤں کس پر شیاطین نازل ہوتے ہیں؟ وہ ہر جھوٹ گھڑنے والے، گناہگار پر نازل ہوتے ہیں جو (شیطانوں کی طرف) کان لگاتے ہیں اور ان کے اکثر جھوٹے ہیں۔" (حافظ ابن تیمیہ کا یہ کلام ان کے فتاویٰ کے متعدد مقامات پر موجود ہے۔ مگر میں نے اسے صالح محمد الزمام کی کتاب "نوادر من التاریخ" (25/1) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت کا امتحان

شاہِ روم ہرقل نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند سوالات لکھ بھیجے کہ ان کا جواب دو:

☆ وہ کونسی شے ہے جس سے ہر شے ہے، وہ کونسی شے ہے جو لاشے (کچھ نہیں) ہے؟

☆ چار چیزیں ہیں جن میں روح تو ہے لیکن ان چاروں کا وجود ماں کے رحم اور باپ کی پیٹھ میں نہیں تھا؟

☆ وہ کون تھے جن کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی؟

☆ اس آدمی کا کیا نام ہے جس کی پیدائش بغیر ماں کے ہوئی؟

☆ قوس قزح کیا چیز ہے؟

☆ وہ کون سا درخت ہے جو بغیر پانی کے اگتا ہے؟

☆ وہ کون سی چیز ہے جو سانس تو لیتی ہے لیکن اس کے اندر روح نہیں ہوتی؟

☆ آج، گزشتہ کل، آئندہ کل اور آئندہ

کل کے بعد......؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سوالات پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جواب پاکر ہرقل کو لکھا:

☆ وہ شے جس سے ہر شے ہے، پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔" (سورۃ الانبیاء: 30) "اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔"

☆ اور وہ شے جو لاشے (کچھ بھی نہیں) ہے، وہ دنیا ہے جو ختم ہونے والی اور زوال پذیر ہے۔

☆ وہ چار چیزیں جن میں روح تو ہے لیکن ان کا وجود ماں کے رحم اور باپ کی پیٹھ میں نہیں تھا، یہ ہیں:

آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام، صالح علیہ السلام کی اونٹنی، اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا۔

☆ حضرت مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی۔

☆ حضرت آدم کی پیدائش بغیر ماں کے ہوئی۔

قوس قزح اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو غرقاب ہونے سے "امان" ہے۔ (قوس قزح: ست رنگی کمان جو برسات کے دنوں میں آسمان پر دکھائی دیتی ہے۔ سائنسی ماہرین کہتے ہیں کہ بارش یا آبشار کی پھوار کے قطروں میں سے سورج کی شعاعوں کا انعطاف اس کا سبب ہے)۔

☆ بغیر پانی کے اگنے والا درخت "یقطین" ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کے اوپر اگایا تھا۔ (قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ" "اور ہم نے یونس علیہ السلام پر سایہ کرنے والا ایک بیل دار درخت اگا دیا"۔ "یقطین" ہر اس بیل کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر کھڑی نہیں ہوتی جیسے لوکی اور کدو وغیرہ کی بیل)۔

☆ وہ چیز جو سانس تو لیتی ہے مگر اس کے اندر روح نہیں ہے، وہ صبح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ" (التکویر: 18) "اور قسم ہے صبح کی جب کہ اس نے سانس لیا۔"

☆ جہاں تک آٹھویں سوال کا تعلق ہے تو آج عمل ہے، گزشتہ کل مثال ہے، آئندہ موت ہے، اور آئندہ کل کے بعد مشکل الحصول آرزو اور امید ہے۔

(امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کا نام ہندہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ آپ کا شجرۂ نسب پانچویں پشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ ان کا خاندان بنو امیہ زمانہ جاہلیت سے قریش میں معزز و محترم مانا جاتا تھا۔ وہ قبول اسلام کے بعد حنین اور طائف کے غزوات میں شریک رہے اور اسی زمانہ میں کتاب وحی کے جلیل القدر منصب پر فائز ہوئے۔ خلافت فاروقی میں وہ دمشق کے حاکم رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مدبر، کامیاب سیاستدان اور لائق منتظم تھے، انہوں نے ملک کے تمام اہم مرکزوں میں قلعے اور چھاؤنیاں قائم کیں۔ ان قلعوں کے علاوہ مستقل شہر آباد کئے گئے۔ انہوں نے اسلامی بیڑے کو ترقی دی اور مصر و شام کے ساحلی علاقوں میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے۔ آپ بیس سال مسند خلافت پر متمکن رہے۔ انہوں نے رجب 60ھ میں 78 سال کی عمر میں وفات پائی۔ (اردو دائرہ معاف اسلامیہ۔ ج: 21، اسد الغابہ۔ ج:5) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ وہ شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لعاب کی گھٹی دی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مفسر قرآن، راوی حدیث، خلفائے ثلاثہ کے فیصلوں کے رمز آشنا، فقیہ، شعر و ادب کے شناور اور حساب و فرائض اور ایام عرب کے عالم تھے۔ اس بنا پر وہ خیر الامت کہلائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر مامور کیا۔ وہ جنگ صفین میں خلیفہ چہارم کے ہمراہ تھے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما 68ھ میں طائف میں وفات پاگئے۔ (اسد الغابہ: ج:3/290-294)

گوشہ خواتین

مولانا محمد جہان یعقوب

خواتین کے متعلق نبی رحمت ﷺ کے فرامین

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، سو عورت جب نکلتی ہے تو شیطان اس کو اچک لیتا ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف میں اول تو عورت کا مقام بیان کیا گیا ہے، یعنی وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ عورت کو بحیثیت عورت گھر کے اندر رہنا لازمی ہے اس کے بعد فرمایا کہ جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا کرتا کنا شروع کر دیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن و جمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال ڈال کر لطف اندوز ہوں، اس کے بعد فرمایا کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

جن عورتوں کو اللہ کی نزدیکی کی طلب اور رغبت ہو وہ گھر ہی کے اندر رہنے کو پسند کرتی ہیں اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں۔

اسلام نے عورتوں کو ہدایت دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے اندر ہی رہیں، کسی مجبوری سے باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی ہے اس میں متعدد شرائط لگائی ہیں۔ مثلاً خوشبو نہ لگائے، راستہ کے کنارے سے چلے، باہر نکلتے وقت پورے بدن پر موٹی چادر ڈال کر یا برقع پہن کر نکلے اور بہتر یہی ہے کہ برقع پہنا جائے، سفر شرعی بغیر محرم کے نہ کرے۔

عورت کی عزت، عصمت وعفت پردہ میں ہے

یہ بات سب کو معلوم ہونی چاہئے کہ اسلام حیا اور شرم، عفت و عصمت غیرت و حمیت والا دین ہے اور دین اسلام نے انسانیت کو بہت اونچا مقام عطا فرمایا ہے۔ انسان اور حیوان میں جو امتیازی فرق ہے وہ اسلام کے احکام کی وجہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام یہ ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ انسان میں حیوانیت آجائے اور چوپایوں کی طرح زندگی گزارے، مسلمان عورت کی عزت گھر کے اندر ٹھہرے رہنے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلنے میں ہے۔

جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے وہ حکماً زناکار ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر بد ڈالنے والی ہر آنکھ زناکار ہے اور کوئی عورت جب عطر لگا کر مردوں کی مجلس کے قریب سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زناکار ہے۔

تشریح: اس حدیث میں اول تو قاعدہ کلیہ بیان فرمایا کہ بدنظری کرنے والی ہر آنکھ زناکار ہے، یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، جو مرد نامحرم عورتوں کو دیکھے یا جو عورت نامحرم مردوں کو دیکھے ایسے مرد اور عورت کی آنکھ زناکار ہے، اگرچہ یہ اصل زنا نہیں ہے۔ لیکن زنا کے اسباب کو بھی اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ اور دل کا زنا بدکاری و خواہشات کی تمنا کرنا ہے اور شرمگاہ اس کی

امید جھٹلا دیتی ہے یا سچا کر دیتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نامحرم مرد اور عورت کا ایک دوسرے پر نظر ڈالنا بھی زنا ہے اور بدنیتی کے ساتھ یا صرف لذت کے لئے نامحرم مرد عورت کا آپس میں بات کرنا اور سننا بھی زنا ہے، کسی نامحرم مرد یا عورت کی طرف بری نیت سے چل کر جانا یا ہاتھ سے چھونا یہ سب زنا ہے اور زنا جس کو حقیقی زنا کہا جاتا ہے وہ دونوں شرمگاہوں کا مل جانا ہے۔

اس حدیث شریف میں آنکھوں کا زنا بیان فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرے اس کا یہ عمل بھی زنا ہے۔ جاننا چاہئے کسی مرد و عورت میں جب زناکاری کے تعلقات ہوتے ہیں تو فوری طور پر نہیں ہوتے، بلکہ اصل زنا سے پہلے بہت سے ایسے کام کئے جاتے ہیں جو آپس میں قریب سے قریب تر کرتے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے شریعت مطہرہ نے زنا کا دواعی اور محرکات و اسباب کو بھی زنا قرار دیا ہے اس لئے عورت کو ہر طرح کے غیر مردوں سے بچ کر رہنا لازم اور ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ایسا موقع بھی آنے نہ دے کہ کوئی غیر مرد اس کی خوشبو بھی پا سکے۔

سسرال والے مردوں سے پردہ کی ضرورت

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نامحرم عورتوں کے پاس مت جایا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عورت کے سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سسرال کے رشتہ دار تو موت ہیں۔

اس حدیث میں جو سب سے زیادہ قابل توجہ چیز ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے سسرال کے مردوں کو موت سے تشبیہ دی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جیٹھ، دیور اور نندوئی وغیرہ سے اور اسی طرح سسرال کے نامحرم مردوں سے گہرا پردہ کرے۔ یوں تو ہر نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے، لیکن جیٹھ، دیور اور ان کے دوسرے رشتہ داروں کے سامنے آنے سے اس طرح بچنا ضروری ہے جیسے لوگ موت سے بچنے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ اختلاط کیا جاتا ہے اور ہنسی دل لگی تک نوبتیں آ جاتی ہیں اور شوہر یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اپنے لوگ ہیں، ان سے کیا روک ٹوک کی جائے، لیکن جب دونوں طرف سے جذبات ہوں اور کثرت سے آنا جانا ہو اور شوہر گھر سے باہر ہو تو رفتہ رفتہ خطرہ کی صورت بن جاتی ہے، ان ہی حالات کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سسرال کے مردوں سے بچے رہنے اور سخت پردہ کرنے کی تاکید فرما دی ہے اور ان لوگوں کو موت کے ساتھ تشبیہ دے کر یہ بتا دیا ہے کہ ان لوگوں سے ایسے دور رہو جیسے موت سے دور رہتے ہو۔

ہر قسم کے نامحرموں سے پردہ ضروری ہے

بعض عورتیں اپنے دیور کی چھوٹی عمر میں پرورش کرتی ہیں اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس سے پردہ کرنے کو برا محسوس کرتی ہیں اور عیب سمجھتی ہیں اور اگر مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ یہ نامحرم ہے اس سے پردہ ضروری ہے تو کہتی ہیں کہ اس کو ہم نے چھوٹا سا پالا ہے، رات دن ساتھ رہا ہے، اس سے کیا پردہ ہے؟ یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی گناہ بھی کرے اور حکم شریعت کے مقابلہ میں حجت بازی پر اتر آئے۔ یوں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیور کو موت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور جہالت کیوجہ سے عورتیں ان کے سامنے آنے کو ضروری سمجھتی ہیں، یہ ہے مسلمان عورتوں کی حقیقت۔

نوٹ: پردہ حق شرع ہے، شوہر کا حق نہیں، بہت سی عورتیں سمجھتی ہیں کہ شوہر جس سے پردہ کرائے اس سے پردہ کیا جائے اور اسی طرح شوہر جس کے سامنے آنے کو کہے اس کے سامنے آ جائیں، یہ سوچ اور سمجھ سراسر غلط ہے، شوہر یا کسی دوسرے شخص کے کہنے سے گناہ کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، خوب سمجھنا چاہئے۔

نابینا سے پردہ کرنے کا حکم

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہؓ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ سامنے آگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے (چونکہ عبداللہ نابینا تھے تو ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا اور اپنی جگہ بیٹھی رہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کی وہ نابینا نہیں ہیں جو ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم دونوں ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی جہاں تک ممکن ہو سکے مردوں پر نظر نہ ڈالیں۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ نابینا تھے، پاک باز صحابی تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیویاں نہایت پاک دامن تھیں۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بیویوں کو حکم فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پردہ کریں، یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں۔ حقیقت یہ ہے جہاں بدنظری کا ذرا بھی احتمال نہ تھا وہاں اس قدر سختی فرمائی گئی تو آج کل عورتوں کے لئے اس امر کی کس طرح اجازت ہو سکتی ہے کہ مردوں کو جھانکا تاکا کریں۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی عورت کسی مجبوری سے سفر میں نکلی اور راستہ چلتے ہوئے بلا اختیار راہ گیروں پر نظر پڑ گئی تو وہ دوسری بات ہے، لیکن قصداً و ارادۃً مردوں پر نظر ڈالنا منع ہے، سورۃ نور کی آیت گزر چکی جس میں مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی کرنے کا حکم فرمایا، اسی سے بیاہ شادی کی قبیح رسم کی ممانعت بھی معلوم ہوئی کہ جب دولہا دلہن کو لے کر رخصت ہونے لگتا ہے تو اس کو سلامی کے لئے اندر بلایا جاتا ہے اور وہاں پر عورتیں خواہ وہ دور دراز سے آنے والی ہی کیوں نہ ہوں سب دولہا کو دیکھتی ہیں اور سالیاں اس سے مذاق کرتی ہیں۔ کوئی اس کا جوتا چھپاتی ہے اور کوئی اس کے منھ میں چونا لگاتی ہے، اس طرح عورتوں کے بھرے مجمع میں ایک غیر محرم مرد کا آجانا، جو جوانی سے بھرپور ہو اور بہترین لباس و پوشاک پہنے ہوئے ہو، یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ جب کہ عورتوں کا مقصد صرف دولہا کو دیکھنا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سلامی کی مجلس برخواست ہونے کے بعد عورتیں بڑی دلچسپی سے دولہا کی شکل وصورت، لباس و پوشاک پر تبصرہ کرتی ہیں۔

نیک عورت دنیا کی بہترین شئے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز، جس سے نفع حاصل کیا جاوے، نیک عورت ہے۔

دیکھنے میں انسان بحیثیت انسان سب کے اعضاء و جوارح یکساں ہیں اگرچہ شکل وصورت میں مختلف ہیں، مگر ایک انسان کو اس کے ایمان و اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی وجہ سے دوسرے انسان پر فضیلت حاصل ہے، انسان کا کالا ہونا، یا گورا ہونا، یا خاص ملک کا باشندہ ہونا موٹا تازہ ہونا یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں اگر آدمی حسن و جمال کے اعتبار سے دوسرے سے بڑھ کر ہو اور رنگ و روپ کے اعتبار سے بہتر ہو، لیکن اس میں اگر کسی کی ہمدردی نہ ہو تو اس کی خوبصورتی اسے انسانیت کے شرف سے متصف نہیں کر سکتی، اسی طرح اگر کسی انسان کے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے، لیکن وہ بداخلاق ہے، حریص اور کنجوس ہے تو محض مال کی وجہ سے اسے کوئی امتیازی شان حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں! اگر کوئی شخص، خواہ مرد ہو یا عورت، دیندار ہو یعنی صاحب خلق عظیم، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہے۔ آپ کے اخلاق کا پیرو ہے تو وہ باکمال انسان ہے اور انسانیت کے شرف سے مالا مال ہے۔ اس کا نفس مہذب ہے، وہ انس والفت کا مجسمہ ہے اور محبت واخوت کا چراغ ہے، دوسروں کی خاطر تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔ احباب واصحاب سے نباہ کا خوگر ہے۔ اس سے جو قریب ہوگا خوش

رہے گا، اس کی الفت اور محبت سفر کے ساتھیوں کو اور گھر کے پڑوسیوں کو گرویدہ کر لے گی۔ اگر ایسے شخص کے ساتھ کسی عورت کا نکاح ہو گیا تو وہ عورت اس کے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی وجہ سے زندگی بھر خوش رہے گی۔ لوگ آج کل دین کو نہیں دیکھتے، دوسری چیزیں دیکھ کر لڑکی کی شادی کر دیتے ہیں، کوئی تو دنیوی تعلیم دیکھ کر اور کوئی مال و دولت دیکھ کر رشتہ کر دیتا ہے اور کوئی دنوی عہدہ و ملازمت دیکھ کر لڑکی دے دیتا ہے۔ یہ لوگ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تین طلاق دے کر بھی عورت کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ جس طرح شوہر خداترس اور دیندار تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ عورت دیندار تلاش کی جائے، جو اعمال صالحہ کی خوگر ہو مذکورہ حدیث میں یہی مقصود ہے اور اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عورت کی دینداری دیکھ کر نکاح کرلو، اس کا مال و جمال، نیز مرتبہ و حیثیت نہ دیکھو، اگر عورت دیندار نہ ہوگی تو نہ شوہر کے حقوق ادا کرے گی اور نہ اولاد کو دیندار بنائے گی۔ شوہر کا مال بے جا اڑائے گی۔ نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہو کر آئے گی، اس واسطے حضور علیہ السلام نے فرمایا "خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ" یعنی دنیا میں نفع حاصل کرنے کی جتنی چیزیں ہیں ان میں سب سے بہتر چیز نیک عورت ہے۔

بہت سے لوگ خوبصورت عورت پر دیوانے ہو جاتے ہیں، اس کی سفید کھال تو دیکھ لیتے ہیں مگر سیاہ قلب کو نہیں دیکھتے۔ وہ ہے تو دیکھنے میں خوبصورت لیکن نہ روزہ رکھتی ہے، نہ نماز پڑھتی ہے، نہ تلاوت پر پابند ہے۔ غرض دین سے لاتعلق ہے، دن بھر غیبتوں میں مبتلا اور ساس نندوں سے لڑائی میں مشغول رہتی ہے اور شوہر کی پوری آمدنی پر قبضہ کر لیتی ہے۔ چنانچہ آج کل پڑھی لکھی لڑکیاں بھی معاشرہ میں مصیبت بن گئی ہیں، لڑکیوں کو صرف میٹرک ہی نہیں، بلکہ بی۔اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک تعلیم دلاتے ہیں، اب ان کی شادی کے لئے لڑکا تلاش کرتے ہیں اور ایسا شخص تلاش کیا جاتا ہے جو تعلیم میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہو، ایسا شخص ملتا نہیں، اگر ملتا بھی ہے تو پھر لڑکی والے ان کی شرائط پوری نہیں کر پاتے، اب لامحالہ تیس تیس سال، بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر تک کی لڑکیاں یوں گھر بیٹھی رہتی ہیں۔

شوہر کی اطاعت اور حقوق کے متعلق چند احادیث مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بتایا ہے اور اس کو بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کو راضی کرنا اور خوش کرنا بڑی عبادت ہے۔ اور شوہر کو ناخوش کرنا اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہی اور رمضان المبارک کے روزے رکھتی رہی اور اپنی عزت و آبرو کو بچاتی رہی، یعنی پاک دامن رہی اور شوہر کی تابع داری اور فرمانبرداری کرتی رہی تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے۔ (مشکوۃ: ۲۸۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کی موت اس حالت میں ائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ (مشکوۃ۔ ص ۲۸۱، ترمذی۔ ص ۲۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے۔ (مشکوۃ۔ ص ۲۸۱، ترمذی۔ ص ۲۱۹)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے تو ضرور اس کے پاس آجائے، اگرچہ چولہے پر بیٹھی ہو، سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آئے۔ (مشکوۃ۔ ص ۲۸۱، ترمذی۔ ص ۲۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کے لئے بلایا اور وہ نہیں آئی، پھر وہ بھی اسی طرح غصہ میں لیٹ گیا تو صبح تک

سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ۔ص:٢٨٠، بخاری۔ ص:٧٨٢۔ج:٢)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بیوی بنے گی یوں کہتی ہے کہ خدا تیرا ناس کرے تو اس کو مت ستا، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، تھوڑے دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا۔

(مشکوٰۃ۔ص:٢٨٠، ابن ماجہ۔ص:١٤٥)

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! سب سے اچھی عورت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے اور جب کچھ کہے تو بات مانے اور جان و مال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔

(مشکوٰۃ۔ص:٢٨٣، نسائی۔ص:٧١۔ج:٢)

خدا اور رسول کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے، واضح رہے کہ دین کے کام اور شریعت کے سوا باقی سب کاموں میں خاوند کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اگر خاوند کا حکم دین کے خلاف ہو تو اب اس کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو بھی ترجیح نہ ہوگی، لہٰذا خاوند کا حق اللہ و رسول کے بعد سب سے زیادہ ہے۔

خاوند اگر ایک ایسے کام کا حکم کرے جو شریعت کے خلاف ہے تو ایسی صورت میں خاوند کے حکم کو نہیں مانا جائے گا، بلکہ شریعت کے حکم کو دیکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❖❖❖

رضوان کے سالانہ خریداروں سے گزارش

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ماہنامہ رضوان کی اشاعت خالص تبلیغی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کی جاتی ہے۔ کوئی تجارتی کاروباری مفاد اس اشاعت میں پیش نظر نہیں ہے۔ چنانچہ ٤٠ صفحات کے اس رسالے کی انتہائی کم (فی شمارہ صرف پندرہ روپے اور سالانہ خریداری 150/روپے) ہے۔ ہمارے پیش نظر نفع بخش کاروبار نہیں بلکہ ہم اپنے وسائل میں رہتے ہوئے رضوان کے ذریعے بیش بہا مضامین شائع کرتے ہیں۔ اس ضمن میں رضوان کے سالانہ خریدار بھی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اگر تمام سالانہ خریدار اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے بروقت اپنی سالانہ رقوم "ادارہ رضوان" کو بھیج دیں تو وہ بھی ہماری ان تبلیغی کوششوں میں معاون ہوں گے۔

سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ مدت خریداری ختم ہونے پر زر سالانہ کی ترسیل میں جلدی فرمائیں۔ ہر ماہ سرخ نشان کے ذریعہ ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور منی آڈر فارم بھی روانہ کیا جاتا ہے۔ تاکہ یاددہانی ہوسکے۔

یاد رکھئے! زر سالانہ کی بروقت عدم وصولی سے ادارے پر مالی بوجھ بڑھتا ہے اور پچھلے کچھ عرصے سے اس میں اضافہ ہی ہوا ہے لہٰذا سالانہ خریداروں سے گزارش ہے کہ رضوان کی مدت خریداری ختم ہوتے ہی زر سالانہ کی ادائیگی کریں تاکہ ادارے پر مالی بوجھ نہ پڑے بصورت دیگر اگر آئندہ "رضوان" خریدنا نہیں چاہتے، تب بھی خط لکھ کر اس بارے میں دفتر رضوان کو مطلع فرمادیں۔ نیز اپنا خریداری نمبر یا جس نام سے رسالہ جاری ہے وہ پتہ صاف اور خوشخط ضرور لکھیں۔

آپ کا تعاون اس دینی سعی و کاوش میں ہمارے لئے نہایت اہم اور "رضوان" کے معیار میں اضافے کے ساتھ آپ کے لئے کارخیر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

محمود بن محمد (آئی پی ایس)

مملکت سعودی عرب میں اسلامی قانون سازی

سعودی عرب دنیا بھر میں وہ واحد ملک ہے جہاں ہر چیز اسلام کی چھلنی سے چھانی جاتی ہے۔ شراب، لحم، خنزیر (سور کا گوشت) یا اس سے بنی ہوئی اشیاء کے استعمال کی سخت ممانعت ہے۔ ماہ رمضان المبارک کے دوران کوئی شخص نہ تو کھا پی سکتا ہے اور نہ فجر سے لے کر مغرب کے دوران بر سر عام ان باتوں کے علاوہ سگریٹ نوشی کرسکتا ہے۔ ایسا ہندوستانی باشندہ جو پہلی مرتبہ سعودی عرب جاتا ہے اس کو ایک طرح کا "ثقافتی شاک ہوتا ہے" ایسی خواتین کی نقل وحرکت پر بھی پابندیاں ہیں جو بے محابہ انداز میں اپنے مرد رشتہ داروں کے ساتھ گھومتی پھرتی ہیں۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ کوئی بھی خاتون عبا پہنے۔ سعودی عرب میں عربی زبان سے ناواقف ہونا بھی مشکل کا باعث بن جاتا ہے۔ سعودی عرب آنے والے ہر ہندوستانی کو ان مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سعودی عرب کے بدوی لوگ (جو وہاں کے قبائلی ہیں) پیدائشی جمہوریت پسند ہیں۔ اس عام خیال کے برعکس کہ بدوی جمہوریت سے کس حد تک گریز کرتا ہے۔ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ بدوی یقیناً پیدائشی طور پر جمہوریت پسند ہوتا ہے۔ وہ اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ شیخ یا بادشاہ سے مساوی سطح پر اسے بات چیت کا موقع ملے۔ کسی بدوی کو اپنی طرز زندگی بدلنے کی ترغیب بھی نہیں دی جاسکتی ہے۔ سعودی حکومت نے حد سخت کوشش کررہی ہے اور اس سلسلے میں حکومت نے کئی دل کش اقدامات بھی کیے ہیں تاکہ بدوی اور قبائلی کو وہاں کی شہری زندگی کا عادی بنایا جائے۔ ان تمام کوششوں میں جزوی طور پر کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ راقم الحروف سعودی عرب کا سفیر برائے ہند رہا ہے۔ یہ 1985 تا 1987 کی بات ہے یقیناً میں خوش قسمت تھا کہ مجھے میڈیا کا اپنے سفارتی دور کے دوران کافی تعاون حاصل رہا۔ میں خود عرب نژاد ہوں اسی لئے میرے ساتھ اپنوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اور مختلف تقاریب میں مجھے خصوصی مدعوئین کی فہرست میں شامل رکھا جاتا تھا۔ بات خواہ تہواروں اور تقاریب کی ہو، عوامی یا خانگی نوعیت کی ہو سمینار یا سمپوزیم ہو، بین الاقوامی یا قومی سطح پر مجھے مدعو کیا جاتا تھا اور عربوں کے لئے خاص حکمت عملی پر مجھے اظہار خیال بھی کرنا پڑتا تھا۔ ایسے مواقع پر انسداد جرائم کا موضوع بھی آجاتا تھا مجھے سعودی ریڈیو اور ٹی وی پر ان لوگوں کو مخاطب کرنے کا بھی موقع ملتا رہا جو ہندوستان کی صورت حال پر غور وفکر کرتے ہیں۔ جہاں تک سعودی عرب میں اسلامی قانون سازی کا تعلق ہے شہر ریاض میں 9 تا 13 اکتوبر 1976 کے دوران مجھے اظہار خیال کا موقع ملا تھا۔ میرا عنوان "سعودی عرب میں انسداد جرائم پر اسلامی قانون سازی کے اثرات" تھا۔ سمپوزیم کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد میرے دوست اور ساتھی اے آفتاب علی آئی پی ایس سابق ڈائرکٹر نیشنل پولیس اکاڈمی حیدرآباد نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ آپ کا مقالہ پڑھنے کے بعد مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ کس طرح سے ہمارے ذہن مغربی افکار اور فلسفے سے متاثر ہوگئے ہیں۔ ایسے فلسفوں نے ہمیں تباہ کردیا ہے جس کے لازمی نتیجے کے طور پر مہذب طرز زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے ہم لائق نہیں رہے۔ سعودی عرب میں 1966 کے دوران جرائم کی شرح ہر ایک لاکھ کی آبادی میں صرف 32 ہوا کرتی تھی۔ اس میں مسلسل کمی ہوتی گئی اور 1975 میں تو جرائم کی شرح فی لاکھ صرف 18 ہوگئی۔ 1975 میں ہندوستان میں جرائم کی شرح 175 فیصد اور امریکہ اور برطانیہ میں 3 ہزار سے بھی زیادہ تھی۔ مملکت سعودی عرب میں جرائم کی شرح میں کمی کا اصل سبب اسلامی قوانین پر کیا جانے والا عمل ہے۔ اسلامی عقیدہ دراصل انسان کے ضمیر کو قوانین کا پابند بنادیتا ہے۔ اور یہ بات انسانی فطرت میں توازن پیدا کرنے کے معاملے میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ اسلامی

قوانین میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسانی ضمیر ایک مخفی طاقت ہے اور اس ضمیر کے مطابق کام کرنے کے نتیجے میں جرائم کا خود بخود انسداد ہو جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ضمیر دراصل خالق کی انسان میں موجودگی کا ثبوت ہوتا ہے۔ یہی وہ ضمیر ہے جو انسانی برتاؤ کو متحرک کرتا ہے اور کسی بھی مجرمانہ طرز عمل کی روک تھام کرتا ہے۔ اسلامی قوانین دراصل انسدادی نوعیت ہی کے ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ فطرت انسانی کو جرائم اور گناہوں سے بچانے کی ان میں ترغیب ہوتی ہے۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ حقیقی روحانی تقاضوں کو پورا کیا جائے جن میں خدائے بزرگ کے آگے بندے کی سپردگی، اللہ کے قادر مطلق ہونے کا یقین انسان میں ہو کیونکہ اللہ ہر وقت اور ہر جگہ ہمارے اعمال پر نظر رکھتا ہے۔ اسلامی قوانین کسی شخص کے اقتدار کا خوف انسان میں پیدا نہیں کرتے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”وہ (یعنی اللہ) تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہے“ قرآن انسان کو اس بات کا بھی انتباہ دیتا ہے کہ شیطان بھی انسان کے گمراہ کرنے کے لئے لہو کی طرح گردش کرتا ہے۔ اس پس منظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جرائم کے خلاف نبرد آزما ہونا دراصل اس شیطان کے خلاف لڑنا ہے جو انسان میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس معاملے میں کامیابی ایک سہ رخی عمل ہو سکتی ہے۔ ا۔ یہ احساس کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہمارے ہر عمل پر اس کی نظر ہے۔ یہ تصور کہ اللہ ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اس دنیوی قانون سے الگ ہے جس میں انسان کو اپنے کسی گناہ کے لئے ڈرایا دھمکایا جاتا ہے۔

اسلامی قانون دراصل انسان کے اندر موجود قوت مدافعت کو مستحکم کرتا ہے اور سماجی سکیورٹی فراہم کرتا ہے۔ یہ تینوں اجزائے ترکیبی ہی ہیں جو کسی گناہ یا جرم کے سزا کی نوعیت پر مقدار کا تعین کرتی ہے۔ اس سلسلے میں میرے ذہن میں فرانسز بیکن (Francis Bacon) کی کہی ہوئی بات آئی جس میں کہا گیا تھا کہ ہم کسی انسان کو جسے پھانسی دی جا رہی ہو کچھ سکھاتے پڑھاتے نہیں ہیں بلکہ پھانسی کی سزا پانے والے شخص کے ذریعہ دوسروں کو سمجھانے بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسلامی قوانین کے تحت چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں جس کو اصطلاحاً ”قطع ید“ کہتے ہیں لیکن اس سزا کی وجہ سے معاشرے میں جرم ایک طرح سے منجمد ہو کر رہ جاتا ہے۔ سعودی عرب میں چوری کرنے والے کو یہی سزا دی جاتی ہے۔ آج بھی اس ملک میں دیکھا جاتا ہے کہ دوکاندار اپنا سارا مال و اسباب کھلا چھوڑ کر اذاں کے ساتھ مسجد پہنچ جاتے ہیں۔ انہیں اپنے مال کی چوری ہونے کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ اسی طرح اسلامی قانون میں کسی جرم کے خلاف ثبوت وشہادت کے معیار بھی بے حد سخت ہیں۔ مثال کے طور پر بدچلنی کرنے والے مجرم کو سزا صرف اسی صورت میں دی جاتی ہے جب کہ چار افراد بطور گواہ پیش کئے جاتے ہیں۔ قتل کے مجرم کے خلاف عینی شاہدین اسلامی قانون کے تحت مطلوب ہیں۔ اگر کسی شخص کے خلاف غلط شہادت دینے کی وجہ سے اس کا سر قلم کر دیا گیا تو غلط گواہی دینے والے کو بھی اسی قسم کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ اسلامی میں تاوان یا جرمانے کو رحم کا عمل کہا جاتا ہے۔ اس قانون کے تحت گناہ کرنے والے کو بلکہ سارے انسانی سماج کو مزید گناہ کرنے سے بچایا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں جو مثالی سزائیں ہیں وہ دراصل عوامی نظام کو موثر اور بہتر بنانے کیلئے ہیں۔ اگر کوئی چور یا نقب زن یہ ثابت کر سکے کہ اس نے یہ جرم اپنی غربت کی وجہ سے کیا ہے تو پھر فلاحی مملکت میں اس کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ اسلام کی اسپرٹ یہ ہے کہ اس میں سزا زیادہ سے زیادہ دی جاتی ہے۔ رحم، کرم کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی ہے، رحم کا جذبہ احسان سمجھا جاتا ہے اور اسی کو عدل وانصاف کا پیمانہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہ ساری تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص قتل کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر قصاص کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے۔ میں نے اپنے ٹیلی ویژن انٹرویو میں یا ریاض کے مذکورہ انسٹی ٹیوٹ میں تربیت حاصل کرنے والوں سے تبادلہ خیال کے دوران ان اخلاقی اصولوں کا موازنہ بھی کیا اور مماثلت کی بھی عکاسی کی جو سعودی عرب اور ہندوستان میں مشترک پائی جاتی ہیں اور جو اخلاقی اصول و اقدار اور روایات مین پائی جاتی ہے۔ اللہ کا خوف بھی ایک قدر مشترک ہے جس سے نسبتاً بہتر استحکام ملتا ہے اور انسان کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

کالم کے عنوان کو دیکھتے ہی آپ یہ سمجھیں گے کہ میں شاید منافقوں، راشیوں، زانیوں، چوروں، قاتلوں وغیرہ کے بارے میں بات چیت کروں گا اور پھر گھوم پھر کر ملک و قوم دشمن عناصر کی نشاندہی کروں گا۔ نہیں میرا مقصد آج ہرگز ان لوگوں کے بارے میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں ہے میں آج آپ کو ایک نہایت اہم عبرت انگیز واقعہ سنانا چاہتا ہوں جس کی جانب میری توجہ میرے عزیز دوست، یونیورسٹی آف بحرین کے سول انجینئرنگ اور آرکیٹکچر کے شعبہ میں تعلیم دینے والے پروفیسر ڈاکٹر شمس الحق علوی نے دلائی ہے۔

ہم کو علم ہے (یا ہونا چاہئے) کہ اسلام میں چار جید امام گزرے ہیں جن کی فقہ کی پیروی کرنے والے کروڑوں مسلمان ہیں۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ ہیں۔ شیعہ حضرات کی کثرت عموماً امام جعفر صادق کی پیروکار ہے۔ آپ کو بتاتا چلوں کہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمدؒ تھے اور ان کے شاگرد امام شافعی تھے اور ان کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ تھے۔ امام مالک مدینہ میں مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے اور امام شافعیؒ نے ان سے بھی استفادہ کیا تھا۔ ان چاروں اماموں کی تعلیم کا مقصد فرمان الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و تعلیم پر عمل کرانا تھا۔ یوں یہ سب حضرات اسلامی علوم کی ترویج اور ترقی کے ایک ہی سلسلہ سے وابستہ تھے۔

اب میں اصل واقعے کی طرف آتا ہوں۔ مشہور محدث اور امام احمد حنبلؒ کے شاگرد رشید شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی بغدادی (202.......294ھ) نے اپنی کتاب ”قیام اللیل“ میں ایک عبرت انگیز قصہ نقل کیا ہے جس سے اس آیت کے فہم میں مدد ملتی ہے اور سلف کے فہم قرآن اور تدبر قرآن پر روشنی پڑتی ہے۔ جلیل القدر تابعی اور عرب سردار احنف بن قیس ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ: ”ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے، کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔“ (سورۃ الانبیاء، آیت: 10) وہ چونک پڑے اور کہا کہ قرآن مجید تو لانا، میں اس میں اپنا تذکرہ تلاش کروں اور دیکھوں کہ میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں اور کن سے مجھے مشابہت ہے؟ انہوں نے قرآن مجید کھولا، کچھ لوگوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا، جن کی تعریف یہ کی گئی تھی۔ ترجمہ: ”یہ لوگ رات کے تھوڑے حصے میں سوتے تھے اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہوتا تھا۔“ (سورۃ الذاریات، آیات: 17-18) مزید ورق گردانی کی تو کچھ اور لوگ نظر آئے جن کا حال یہ تھا، ترجمہ: ”ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“ (سورۃ السجدہ۔ آیت:16) اس کے بعد کچھ اور لوگ نظر آئے جن کا حال یہ تھا، ترجمہ: ”اور (یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔“ (سورۃ الفرقان۔ آیت:46)

اور کچھ لوگ نظر آئے جن کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے، ترجمہ: ”جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔“ (سورۃ آل عمران،

آیت:134) اور کچھ لوگ ملے جن کی حالت یہ تھی، ترجمہ: (اور) دوسروں کو اپنے آپ پر مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود شدید ضرورت ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی مراد پانے والے ہوتے ہیں۔" سورۃ الحشر، آیت:9) کچھ اور لوگوں کی زیارت ہوئی جن کے اخلاق یہ تھے۔ ترجمہ: "اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔" (سورۃ الشوریٰ) اس کے بعد جن لوگوں کا تذکرہ ہوا اور وہ یہ تھے۔ ترجمہ: "اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔" (الشوریٰ۔ آیات:37-38)

وہ یہاں پہنچ کر ٹھٹک کر رہ گئے اور کہا اے اللہ میں اپنے حال سے واقف ہوں، میں ان لوگوں میں نظر نہیں آتا! پھر انہوں نے ایک دوسرا راستہ لیا، اب ان کو کچھ لوگ نظر آئے، جن کا حال یہ تھا، ترجمہ: "ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں؟ (سورۃ صافات۔ آیات:35-36) پھر ان لوگوں کا سامنا ہوا جن کی حالت یہ تھی۔ ترجمہ: "اور جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوجاتے ہیں اور جب اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے چہرے کھل اٹھتے ہیں۔" (سورۃ الزمر۔ آیت:45) کچھ اور لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جن سے جب پوچھا گیا۔ ترجمہ: "کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم جھوٹ سچ باتیں بنانے والوں کے ساتھ باتیں بنایا کرتے اور روز جزا کو جھوٹ قرار دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں اس یقینی چیز سے سابقہ پیش آگیا۔" (سورۃ المدثر، آیات:42-47)

یہاں پہنچ کر بھی ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی تھوڑی دیر کے لئے دم بخود کھڑے رہے پھر کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا، اے اللہ! ایسے لوگوں سے تیری پناہ! میں ان لوگوں سے بری ہوں۔ اب وہ قرآن مجید کے صفحات کو الٹ رہے تھے اور اپنا تذکرہ تلاش کررہے تھے، یہاں تک کہ اس آیت پر جاکر ٹھہر گئے، ترجمہ: "اور کچھ اور لوگ ہیں جن کو اپنے گناہوں کا (صاف) اقرار ہے انہوں نے اچھے اور برے اعمال کو ملا جلا دیا تھا قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے، بے شک خدا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔" (سورۃ التوبۃ، آیت:102) اس موقع پر ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا، ہاں ہاں! بے شک یہ میرا حال ہے۔

اس واقعے میں ہمارے لئے بہت سے سبق پوشیدہ ہیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ جب ہم احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہوں گے تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ ہم کس طرح کے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوں گے؟ کیا ہم نے اس کلام الٰہی پر اسی ذوق و شوق سے غور و فکر کیا جو ہمارے ان عظیم بزرگان دین کا طریقہ تھا؟ واقعہ یہ ہے کہ ہم اس کتاب کو کبھی کبھار پڑھ تو لیتے ہیں لیکن اپنے دل و دماغ کی صلاحیتوں کو اس پر صرف نہیں کرتے نہ پوری توجہ کے ساتھ یہ سمجھ کر اسے دیکھتے ہیں کہ اس میں ہمارے لئے امید کا کیا پیغام ہے۔ ذرا اس نظر سے قرآن کو پڑھنے کی کوشش کریں پھر دیکھیں گے کیسے کیسے دروازے علم و حکمت کے ترقی اور عروج کے ہم پر کھلتے چلے جائیں گے۔

آیئے فرمان الٰہی کے ہی سکھائے ہوئے الفاظ استعمال کرتے ہوئے اپنے رب العالمین سے یہ دعا مانگیں۔ "اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں (کے اثرات بد) کو ہم سے دور فرما۔ اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ موت دے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ چیز عطا کر جس کا تو ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ وعدہ کرچکا ہے اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا۔ بلاشبہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (سورۃ آل عمران۔ آیات:193-194)

کسب حلال اور اس کی ضرورت

مفتی محمد شاہد حسین قاسمی

انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت و بندگی ہے، حقیقت میں بندہ تو وہی ہے جس کی زندگی میں بندگی ہے ورنہ تو وہ سراپا شرمندگی ہے۔

اگر بندہ شب و روز کے ہر لمحات کو عبادت و ریاضت میں لگادیتا پھر بھی خدا کا حق ادا نہ ہوتا لیکن چونکہ یہ انسان نحیف و کمزور ہے، محنت و مشقت والا کام کرنے کا عادی نہیں ہے، اس لئے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے رب ذوالجلال نے شب و روز میں صرف پانچ وقت کی نماز، سال میں ایک ماہ کے روزے، صاحب نصاب پر زکوٰۃ اور صاحب وسعت پر حج کو فرض کیا۔ اب چونکہ ان اعمال کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عمر کی ضرورت تھی لہٰذا ان کو عمر سے نوازا گیا اور بقائے زندگی کے لئے خورد و نوش کی ضرورت تھی اس کے لئے رب تعالیٰ نے کھانے پینے کی اجازت بھی دی لیکن یہ قید لگادی کہ حلال کھایا جائے اور حرام سے بچا جائے۔ معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور دنیوی ضروریات کی تکمیل کرنا اصل نہیں بلکہ یہ چیزیں اصل کے لئے ذرائع اور وسائل ہیں اور ذرائع و وسائل کو بقدر ضرورت اپنانا ہی شریعت میں محبوب و پسندیدہ ہے۔ ضروریات کے پیچھے پڑکر مقاصد کو فراموش کردینا حماقت اور بیوقوفی ہے۔

شریعت میں اصول اور ضابطہ ہے کہ نیت کے بدلنے سے حکم میں تبدیلی ہوجاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کھانا اس نیت سے کھاتا ہے کہ اس کی وجہ سے بدن میں طاقت ہوگی جو عبادت کے لئے ممد و معاون ثابت ہوگی تو یہ بھی عبادت ہے لیکن یہ عبادت غیر مقصودہ ہے۔

آج امت مسلمہ دنیا بٹورنے کیلئے ان حدوں کو توڑ دیا ہے جن سے شریعت نے منع کیا تھا۔ شاید اسی زمانے کے بارے میں ارشاد نبویؐ ہے: "لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ ان کے پاس جو آمدنی آرہی ہے وہ حلال ہے یا حرام اور نہ وہ اس سلسلے میں تحقیق کرنا سوچیں گے۔"

ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو حکم دیا ہے کہ اللہ نے تمہیں جو حلال و طیب رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔ (البقرۃ:168)

ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا: "محنت مزدوری کرکے اپنے ہاتھ کی کمائی کھانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔"

حلال رزق کھانے کی وجہ سے اخلاق حمیدہ اور اچھی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اخلاق رذیلہ کا خاتمہ ہوتا ہے، عبادت اور ریاضت کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے، دل میں نور پیدا ہوتا ہے، گناہ سے دل گھبراتا ہے، دعا قبول ہوتی ہے۔

حرام کھانے سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں، عبادت کا ذوق ختم ہوجاتا ہے، دعا قبول نہیں ہوتی، چہرے کی نورانیت جاتی رہتی ہے، اس مال میں برکت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ ایک حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا جسم جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کی پرورش حرام مال سے ہوتی ہو۔" (مشکوٰۃ:242)

وہ لوگ جو حلال و حرام کے درمیان تمیز کئے بغیر حکم الٰہی کو توڑتے ہوئے محض دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، ان کے تعلق سے ارشاد نبویؐ ہے: "دنیا مردار ہے اور اس کے پیچھے بھاگنے والا کتا ہے۔ جس طرح مردار جانور سے بدبو آتی ہے، اسی طرح دنیا میں گناہوں کی کثرت کی وجہ سے بدبو پھیلی ہوئی ہے۔"

حدیث بالا میں طالب دنیا کو کتے سے تشبیہ دینے میں چند نکتے ہیں۔

1- کتا اگر کسی مردار جانور کو دیکھتا ہے تو جس طرح وہ کسی دوسرے کتے کی شرکت کو پسند نہیں کرتا اسی طرح دنیادار اپنے ساتھ غیر تو درکنار اپنوں کی شرکت کو بھی گوارہ نہیں کرتا۔ اس کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ پوری دنیا کی دولت مجھے مل جائے۔

2- جس طرح کتا گوشت کے ساتھ ساتھ ہڈی کو بھی اپنا لقمہ بنالیتا ہے، اسی طرح دنیادار حلال و حرام میں تمیز کئے بغیر دونوں کو اپنا لقمہ بنالیتا ہے۔

لہٰذا! ہمیں بحیثیت مسلمان حلال و حرام میں تمیز کرنا ہی ہوگا ورنہ تو مسلم نام سے دعویٰ اطاعت الٰہی کا ہوگا اور عمل سے خدا کی نافرمانی اور اپنی خواہشات کی پیروی ہوگی اور یقیناً یہ عمل منافقین کا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ منافقین کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ظہیر دانش عمری

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی

علامہ اقبال نے بڑا پیارا شعر کہا تھا۔

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

زندگی کا سراغ، زندگی کا راز کیا ہے؟ اس کے پیچھے انسان نے ہزاروں سال برباد کیے ہیں، زندگی کی اصل اور اس کی جڑ تک پہنچنے کی ناکام کوشش کی ہے، اقبال کہنا چاہتے ہیں کہ اے نادان انسان! زندگی کا راز خود تیرا وجود ہے، اپنے من میں ڈبکی لگا، اپنے آپ میں جھانک کر دیکھ تجھے زندگی کا سراغ مل جائے گا، جو شخص اس راز کو پالے گا وہ یقیناً جنت کو پالے گا۔

انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون۔" میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ معلوم ہوا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، اللہ کو راضی کرنا اور خوش کرنا ہے، انسان کی تخلیق کا مقصد ہے، مگر افسوس صد افسوس! ہم لوگ اپنی پیدائش کے مقصد سے کتنے دور ہیں، ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اللہ کو راضی کرتے مگر ہم شیطان کو راضی کرنے میں لگے ہوئے ہیں، دن رات عبادتوں سے دور، ریاضتوں سے دور، شیطانی مشغلوں میں منہمک ہیں، ہم ہر وہ حرام کام کرتے ہیں جس سے ہمارے مذہب نے ہمیں روکا ہے، ہم سود کھاتے ہیں، سود دیتے ہیں، ہم زنا کاری کرتے ہیں، ہم ناحق لوگوں کو ستاتے ہیں، دوسروں کا مال ناحق چھین لیتے ہیں غنڈہ گردی کرتے ہیں، معصوم انسانوں کا قتل کرتے ہیں، اے نادان مسلمان! تمہارے رسول کو دنیا میں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ وہ دنیا سے ظلم کا خاتمہ کریں۔ شرک کا خاتمہ کریں، توحید کو عام کریں، مگر اسی رسول کے امتی جب ظلم و شرک میں ملوث ہوتے ہیں تو ان کے حال پر افسوس ہوتا ہے۔

مغربی اقوام میں مسلمانوں کو کیا سیکھنا چاہئے تھا اور انہوں نے کیا سیکھا ہے؟ اس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے، مغربی اقوام کا ڈسپلن دیکھو، نظم و ضبط دیکھو، ان کا ٹائم مینیجمنٹ دیکھو، ان کی ایمانداری دیکھو اور سیکھو لیکن مسلمان مغربی اقوام سے جنسی ملاپ کے طریقے سیکھتے ہیں، سود خوری سیکھتے ہیں، مخلوط تعلیم سیکھتے ہیں۔

ہمارے نوجوانوں کا وقت آج کل کہاں برباد ہو رہا ہے، سینما ہالوں میں، انٹرنیٹ کیفے میں، مساجد میں نوجوان بہت کم نظر آتے ہیں، ہاں مسجدوں میں وہ بوڑھے ضرور دکھائی دیتے ہیں جن میں گناہ کرنے کی سکت نہیں ہوتی، اے نوجوانو! خدا کے دروازے کو اس کے دین کو مضبوطی سے تھام لو۔ مسجدیں آباد کرو! پنجوقتہ نمازی بن جاؤ! اللہ تم پر رحم کرے، نمازی بننا بڑا مشکل کام ہے۔

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

آج دنیا میں گناہ کے کام زیادہ ہو رہے ہیں، گناہ اور معصیت عام ہے، نہ جانے کب ہم پر اللہ کا عذاب آجائے، قبل اس کے کہ ہم پر اللہ کا عذاب آئے، ہمیں ہوشیار ہونے اور ہر شخص کو اپنے آپ کو

سدھارنے کی ضرورت ہے، ہر شخص خود اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ وہ کیا کر رہا ہے، اسے کیا کرنا چاہئے، آیا وہ نیک اعمال کر رہا ہے یا برے اعمال کر رہا ہے، اس سے علماء کرام بھی مستثنیٰ نہیں ہیں کیونکہ وہ بھی قیامت کے دن سوال کئے جائیں گے حدیث میں ہے۔ "کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ"۔ "تم میں کا ہر شخص ذمہ دار ہے، ہر شخص کو اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔ علماء کرام امت کے ذمہ دار ہیں، امت اگر بے راہ روی اختیار کرے، امت اگر گمراہ ہوگی تو یقیناً علماء بھی اس کے مسئول ہوں گے۔

آج محاسبے کی ذہنیت ختم ہوگئی ہے۔

ہر شخص جائز اور ناجائز طریقے سے مال کمانے میں لگا ہوا ہے، اسے یہ یاد نہیں رہا کہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں جن پانچ سوالوں کا جواب دینا ہوگا ان میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اس وقت ہم لوگ کیا جواب دیں گے، اپنے رب کو اپنے اللہ کو کیا منھ دکھائیں گے، منھ دکھائیں گے یا منھ چھپالیں گے، یاد رکھو! ایک دن اللہ کو منھ دکھانا ہے، فرشتے ہمارے سارے اعمال لکھ رہے ہیں، ہمارے سارے کام ریکارڈ ہو رہے ہیں، اس لئے جو بھی کام کرنا ہے اس سے پہلے سوچ لو کہیں آپ غلط کام تو نہیں کر رہے ہیں۔ کہیں آپ اللہ کو ناراض کرنے کا کام تو نہیں کر رہے ہیں، کہیں آپ کے اس عمل سے اللہ ناراض نہ ہو جائے جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے یقیناً وہ ہر آن اور ہر لمحہ اس کی رضا، اس کی خواہش اور اس کی خوشنودی کو مد نظر رکھے گا، اس کے فرامین پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ کو وہی شخص ناراض کرنے کی سوچے گا جس کے دل میں اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ برابر بھی محبت نہیں ہے۔

آج لوگ داڑھی والوں کو گالیاں دے رہے ہیں۔ قدامت پسند، بنیاد پرست کے القاب سے ان کو نواز جارہا ہے۔ یہی داڑھی والے تھے جنہوں نے دنیا پر ہزار سال حکومت کی تھی، یہی داڑھی والے تھے جن کا سکہ ایک زمانے میں ساری دنیا پر چلتا تھا۔ یہی داڑھی والے تھے جن کی قوت، طاقت کے آگے روم کے بادشاہ بھی کانپ جاتے تھے، یہی داڑھی والے تھے جن سے جنگ کرنے کے لئے بڑے بڑے بادشاہ کانپ جاتے تھے۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا، اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک سنت پر عمل کرنے والے کو روکنے والے، ٹوکنے والے، طعنے دینے والے، ستانے والے اتنے زیادہ ہوں گے کہ وہ دن میں سو سو بار شہید ہوگا، ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے اسے سو جتن کرنے ہوں گے، آگ کا دریا پار کرنا ہوگا، ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے اسے بے انتہائی تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، تبھی تو اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

ساری دنیا کے مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں اگر فلسطین میں کوئی معصوم قتل ہوتا ہے تو تکلیف ہمیں ہوتی ہے۔ اگر پاکستان میں کوئی مسلمان ناحق قتل ہوتا ہے تو تکلیف ہمیں ہوتی ہے۔ اگر افغانستان میں کوئی مسلمان ناحق مارا جاتا ہے تو تکلیف ہمیں ہوتی ہے۔ اگر عراق میں کوئی مسلمان فوجیوں کی گولی کا نشانہ بنتا ہے تو تکلیف ہمیں ہوتی ہے، درد ہمیں ہوتا ہے کیونکہ ہم امت واحد ہیں، ایک امت ہیں، ہم ان کی تکالیف کے ازالے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ساری امت مسلمہ کو پنج وقتہ نمازی بنادے اور ساری امت کے دشمنوں کا خاتمہ کردے۔ آمین۔

نقوش صلحاء

سید بدیع الدین نقشبندی نظامی

شیخ طریقت، محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

رب کریم تاریخ کے ہر دور میں اقطاع عالم میں متواتر انبیاء کو اپنے بندوں کی ہدایت و سعادت کے لئے مبعوث فرماتا رہا۔ آخر کار ان انبیاء کا سلسلہ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام کو پہنچا اور اب قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی آخری پیغمبر آخری رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے۔ اب کار رسالت مجموعی طور پر امت کی ذمہ داری ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد تمام امور دین و دنیا خلفائے راشدین اور ان کے مشیروں سے طے پاتے رہے جو شرف صحابیت سے سرفراز تھے۔ اصحاب، تابعین اور تبع تابعین سے جو متصل زمانہ تھا وہ محدثین اور فقہاء ائمہ حضرات کا تھا جو سابق کام کی حفاظت وصیانت میں مشغول رہے۔ یہ حضرات چوتھی صدی ہجری تک ہی سرگرم رہے۔ پانچویں صدی ہجری سے ہی مستشرقین اور عیسائی اور یہودیوں نے اسلام پر منظم حملہ شروع کردیا۔ شیعہ، سنی اور سنیوں میں بھی فروعی مسائل جڑ پکڑنے لگے۔ عالم اسلام میں انتشار پیدا ہوا۔ فلسفہ اور منطق کے ذریعہ بھی اسلام پر حملے شروع ہوگئے۔ بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اسلامی مملکتیں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہوگئیں اسی دور انتشار میں پانچویں صدی ہجری کے اختتام پر جنید بغدادیؒ کی پیشین گوئی کے مطابق ایک جلیل القدر بزرگ کی ایران کے صوبہ طبرستان کے علاقہ جیلان میں سادات گھرانے میں ۲۹ رشعبان ۴۷۰ھ کو شاہ جیلان کی ولادت ہوئی جن کا نام نامی اسم گرامی سیدنا عبدالقادر کنیت ابو محمد لقب محی الدین تھا۔ والد سید ابوصالح جو کہ گیارہ واسطوں سے حسینی اور والدہ ام خیر فاطمہ بنت عبداللہ صومعی چودہ واسطوں سے حسینی نجیب الطرفین ہیں۔

آپؒ نے حصول علم کے لئے وہ سختیاں جھیلیں کہ اگر پہاڑ پر پڑیں تو شق ہوجاتا۔ علم تفسیر حدیث ادب فقہ انشاء پردازی، ریاضی منطق علم الانساب تیرہ علوم پر دسترس حاصل کی۔ آپؒ سے دریافت کیا گیا کہ بزرگی کیسے حاصل ہوئی۔ فرمایا علم و عمل حق گوئی راست بازی سے۔ ابوسعید مخزومیؒ نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفت حسن بصری کے ذریعہ ملا۔ مشرکوں نے آپؒ کے دست حق پرست پر توحید کی شہادت دی۔ یمن کا راہب یہ چاہتا تھا کہ دنیا کے سب سے زیادہ اللہ والے کے ہاتھ پر شہادت حق قبول کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے خواب میں رہنمائی فرمائی اور کہا کہ بغداد جا کر دنیا کے سب سے بڑے عالم دین سیدنا عبدالقادرؒ سے ملو اور دعوت حق قبول کرو۔ پچاس برس کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا لعاب دہن غوث پاکؒ کے منہ میں ٹپکایا۔ اور وعظ و نصیحت کا حکم فرمایا۔ شہر کی عیدگاہ میں ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے۔ سامعین کی تعداد ستر ہزار اور کاتبین ۴۰/۴۰ ہوتے تھے۔ آواز دور و نزدیک یکساں سنائی دیتی۔ لاکھوں گنہگار آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوئے اور ہزاروں یہود و نصرانی اور مشرکوں نے کلمہ توحید کی شہادت دی۔

آپؒ کی تصانیف : فتح ربانی، فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین، قصیدۂ غوثیہ جو مردہ دلوں کو زندگی اور زندہ دلوں کو حیات نو بخشتی ہے۔ آپؒ نے علم و عمل کردار و گفتار زبان و قلم سے نانا جان کی امت کی اصلاح فرمائی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے غوث پاکؒ کے بارے میں فرمایا کہ آپؒ ایمان و یقین کی دلیل اور اکابر علماء کے رہبر ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سید الانبیاء ہیں۔

(بقیہ......صفحہ......۳۴......پر)

محترم عبداللہ البرنی

زلزلہ، بندوں کو انتباہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے، اس نے فرمادیا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ لیکن جب انسان اس کے احکامات کی خلاف ورزی کو عادت بنالے اور گناہوں کی قباحت اور نفرت دلوں سے نکل جائے، بلکہ دل گناہوں سے مانوس ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور تنبیہ مختلف مصائب اور آفات کے ذریعے خبردار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی بندوں کے حق میں رحمت ہے کہ ان کو اسی دنیا میں اپنی اصلاح کے لئے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں، لیکن جن لوگوں نے خود اپنے لئے ہلاکت اور عذاب کی راہ کا انتخاب کیا ہے وہ ان آفتوں سے کوئی عبرت اور نصیحت حاصل نہیں کرتے، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ تو زمانے کا الٹ پھیر ہے اور ایسے واقعات کا پیش آنا تو بالکل طبعی چیز ہے۔ اکثر لوگ اگر زبان سے نہ کہیں تو ان کا عمل تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ ان مصائب اور آفات کا ظہور کسی طرح عبرت اور نصیحت کے لئے نہیں، بلکہ اس کا تعلق تو طبعیات سے ہے۔ زلزلے، سیلاب اور بے انتہا بارش یا بے انتہا برفباری ان سب کے طبعی اسباب بیان کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ زلزلے کی وجہ زمین کے سطحی حصہ سے چٹانوں کا کھسکنا وغیرہ بتائی جاتی ہے لیکن وہ چٹانیں کس کے حکم سے حرکت میں آتی ہیں اور کس کے ارادے سے زلزلہ آتا ہے اور تباہی پھیلتی ہے؟ اس کی طرف ذرا دھیان نہیں جاتا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”تو جب ان کے پاس ہمارا عذاب آیا تو چاہئے تھا کہ وہ گڑگڑاتے (یعنی اپنے گناہوں کی مغفرت کا سوال کرتے) لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کی نظروں میں اچھا بنادیا تھا۔“ (الانعام آیت نمبر:۴۳)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب گناہوں کی وجہ سے دل سخت ہوجاتے ہیں تو انسانوں کو اپنے قصور اور جرم کا احساس نہیں رہتا۔ امام ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف ”الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی“ میں زلزلے سے متعلق کئی روایات ذکر فرمائی ہیں، جن میں بعض ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھی نے ان سے سوال کیا ”ام المومنین ہمیں زلزلہ کے متعلق بتایئے کہ وہ کیوں آتا ہے؟“ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ”جب لوگ زنا کو حلال کرلیں، شراب پینے لگیں اور گانے بجانے کا مشغلہ اپنالیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے اور زمین کو حکم ہوتا ہے کہ زلزلہ برپا کردے، بس اگر اس علاقے کے لوگ توبہ کرلیں اور بداعمالیوں سے باز آجائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے ورنہ ان کے لئے ہلاکت ہے۔“ اس شخص نے عرض کیا ”کیا یہ زلزلہ عذاب ہوتا ہے؟“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ”اہل ایمان کے لئے عبرت و نصیحت ہوتی ہے اور جو صالحین اس میں جاں بحق ہوجائیں ان کے لئے رحمت ہے۔ (یعنی شہادت کا مرتبہ ہے)، البتہ کافروں کے لئے تو زلزلہ قہر اور عذاب الٰہی بن کر آتا ہے۔“ (رواہ ابن ابی الدنیا)

ابن ابی الدنیا نے ایک اور مرسل روایت ذکر کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں زلزلے کا

جھٹکا محسوس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا ”اے زمین! تو ساکن ہوجا“ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا ”تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم اپنی خطاؤں کی معافی مانگو۔ اس کے بعد زلزلے کے جھٹکے رک گئے۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس کئے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا ”اے لوگو! یہ زلزلہ ضرور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے آیا ہے، اگر دوبارہ جھٹکا محسوس ہوا تو میں تم لوگوں کو اس شہر سے بے دخل کردوں گا۔“ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ ”تم لوگوں نے کیا نئی روش اختیار کی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اتنی جلدی تمہارا حال بگڑ گیا ہے۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گورنروں کو پیغام بھیجا تھا کہ ”سنو! اچھی طرح جان لو کہ زلزلے کے جھٹکے سزا کے طور پر آتے ہیں۔ تم لوگ صدقہ خیرات کرتے رہا کرو اور استغفار میں لگے رہو۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کی دعا

(ترجمہ): اے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اگر تو ہمیں معاف نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ فرمائے گا تو ہم تباہ ہوجائیں گے۔“ کثرت سے پڑھا کرو۔“ (الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی: ۵۳-۵۴، مصنفہ علامہ ابن القیم)

آج کل گانا بجانا زندگی کا اہم جزو بنا ہوا ہے، شادی کے لئے نوجوان کوئی رقاصہ ڈھونڈتا ہے اور لڑکیوں کے لئے ہیرو درکار ہوتا ہے، مال وزر کی ہوس میں شریف زادیاں خاندانی عزت اور وقار کو خاک میں ملاکر اسٹیج پر آرہی ہیں۔ فلمی کمپنیوں کے ایجنٹ بہلا پھسلا کر انہیں تباہ کردیتے ہیں۔ ایک ایکٹرس حسن فروشی کے جنون میں وہ وہ حرکتیں کر گزرتی ہے جو نہ کرنی چاہئے تھیں۔ جب اخبارات ورسائل میں ان کا تعارف کرایا جاتا ہے اور ان کے رقص کی تعریف کی جاتی ہے تو ان کا دل اور بڑھتا ہے۔ اس طرح بے حیائی کے مراتب تیزی کے ساتھ طے ہوجاتے ہیں۔ اب تو بعض اسکولوں میں باقاعدہ رقص کی عملی تربیت دی جارہی ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”امت میں زمین دھنسائے جانے اور صورتیں مسخ ہونے کا اور پتھر برسنے کا عذاب بھی ہوگا“ ایک شخص نے عرض کیا کہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جب گانے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہوجائے گا اور شراب پی جانے لگے گی۔“

(رواہ الترمذی)

اے اللہ! تو ہمارے قلوب کی اصلاح فرمادے اور اپنے فضل وکرم سے ہمیں معاف فرمادے۔ تیری رحمت بڑی وسیع ہے اور تو بڑا مہربان اور کریم ہے۔ امت کے حال پر رحم فرما۔ آمین۔

سفیان ثوری امراء وسلاطین کے یہاں جانا ہمیشہ ناپسند کرتے تھے

ایک مرتبہ آپ مہدی کے دربار میں بلائے گئے تو کسی قسم کا شاہی آداب نہیں برتا۔ مہدی نے مزاحاً کہا کہ آپ مجھ سے دور دور رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نقصان یا تکلیف نہیں پہنچا سکتا ہوں۔ اب تو آپ میرے قبضہ میں ہیں جیسا چاہوں آپ کے ساتھ معاملہ کروں۔ سفیان ثوری نے جواب دیا۔ جو حکم تم میرے بارے میں دوگے وہی حکم قادر مطلق تمہارے بارے میں دے گا۔ سفیان ثوری کا یہ کہنا ہی تھا کہ خادموں نے اس بے ادبی پر سفیان ثوری کو سزا دینا چاہا لیکن مہدی نے کہا نہیں بزرگوں کو قتل کرکے خیر وبرکت سے محروم ہونا چاہتا ہے اور اسی وقت کوفہ کے عہدۂ قضا کا کاغذ ان کے سپرد کردیا اور ان کو یہ آزادی بھی دی کہ ان کے فیصلوں پر کسی قسم کی بھی کوئی مداخلت نہ کی جائے گی۔ سفیان ثوری نے وہ پروانہ تو لے لیا لیکن باہر نکل کر اس شاہی پروانہ کو دجلہ کی مچلتی ہوئی لہروں کے سپرد کردیا اور خود کہیں روپوش ہوگئے۔ مہدی نے سفیان ثوری کو بہت تلاش کیا لیکن کوئی سراغ نہ مل سکا۔

مولانا محمد مجیب الدین

اسلامی تشخص کی حفاظت کریں

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور گذشتہ تمام محرفہ ومزعومہ مکمل وشرائع کا ناسخ ہے، اس کے اپنے خاص شعاء و تشخصات وامتیازات ہیں، جن کی وجہ سے وہ تمام ادیان سے ممتاز وجداگانہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسے یہ قطعاً گوارا نہیں کہ اس کے متبعین ناقص اور منسوخ ملتوں کی مشابہت اختیار کریں اور کسی بھی حالت میں اپنے تشخص کو فراموش کرکے دیگر مذاہب کے مخصوص شعائر کو استعمال کریں، کیونکہ اسلام جس طرح اعتقادات و عبادات میں مستقل ہے اسی طرح اپنے معاشرہ اور عادات میں بھی کسی کا مقلد اور تابع نہیں ہے، اس لئے مسلمان جہاں اور جس حال میں بھی رہیں اپنے مذہب اور دینی تشخص کی حفاظت کریں، کیونکہ تشخص کی حفاظت کے بغیر دنیا میں کوئی قوم نہ کبھی زندہ رہی ہے اور نہ کبھی رہ سکتی ہے اور بالخصوص موجودہ دور میں اسلامی تشخص ہی قوم مسلم کا سرمایۂ حیات ہے۔

جہاں یہ ایک بین حقیقت ہے وہیں اس بات سے بھی مفر نہیں کہ اسلام دشمن طاقتوں کی بالادستی اور مرعوبیت کی وجہ سے امت مسلمہ کا رشتہ شریعت اسلامی سے صرف برائے نام رہ گیا ہے اور اصل دین کی روح نکل چکی ہے۔ جس کی روشن دلیل یہ ہے کہ اب امت کا اکثر طبقہ غیروں کے نقش قدم پر چلنے کو باعث ترقی اور عصر حاضر کی ضرورت سمجھ رہا ہے، آج غیروں کے ساتھ مشابہت کا مرض اتنا عام ہوگیا ہے کہ اس وقت مسلم معاشرہ میں اس کی کئی ایک مثالیں دی جاسکتی ہیں اور ایسا محسوس ہورہا ہے کہ کہیں یہ خرافات مسلمانوں کی زندگی کا حصہ نہ بن جائیں۔ فی الحال یہاں بطور نمونہ چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اسلام میں انسانی حقوق کی بنیاد پر غیر مسلموں کے ساتھ رواداری وہمدردی اور اخوت ومساوات کی تعلیم ضروری ہوگئی ہے مگر اس کے باوجود ان کے عقائد و اعمال، تشخصات وشعائر، معاشرت اور رہن سہن وغیرہ میں ان کی مشابہت سے متاثر نہ ہونے کا حکم بھی دیا گیا ہے، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کسی ایسے عمل کو اختیار نہ کرے جو کسی دوسری قوم کا مذہبی طریقہ ہو مثلاً نمستے، یا ”رام رام“ کہنا یہ خالص ہندوؤں کا مذہبی شعار ہے جو ملاقات کے وقت استعمال کیا جاتا ہے، افسوس کہ آج بہت سے مسلمان بالخصوص سیاسی جماعتوں سے وابستہ افراد اپنے ہندو لیڈروں کے ایسے رعب میں رہتے ہیں کہ ان کے سامنے آتے ہی شاید انہیں اپنا مسلمان ہونا بھی ذہنوں سے محو ہوجاتا ہے اور چاپلوسی وتملق میں ان کے سامنے ایسے الفاظ کا بالقصد استعمال کرتے ہیں، یہ نہایت کم ظرفی وحماقت اور احساس کمتری کی بات ہے، آدمی کو کسی بھی حال میں اپنے مذہبی تقاضے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ان موقعوں پر کوئی خلاف شرع کام کرنا چاہئے، مسلمان کے لئے سلام کی جگہ پر یہ الفاظ (نمستے یا رام رام) کہنا کسی قیمت پر بھی جائز نہیں ہے بلکہ اپنے مسلمان بھائیوں سے ملاقات کے وقت سلام کا لفظ استعمال کریں اور غیر مسلموں سے بوقت ضرورت آداب جیسے الفاظ کا استعمال کریں۔ سلام کے وقت جھکنا اور ہاتھ جوڑنا یہ بھی ہندوؤں کا خاص مذہبی شعار ہے، سلام میں اصل صرف زبان ہی سے تلفظ کرنا ہے،

ہندوؤں کی طرح جھکنا یا ہاتھ جوڑنا ہرگز جائز نہیں ہے لیکن بہت سے مسلمان ذہنی مرعوبیت کی وجہ سے اپنے غیر مسلم آقاؤں کے سامنے ہاتھ جوڑے نظر آتے ہیں، بلکہ اسے اپنی وفاداری کا ثبوت تصور کرتے ہیں، یاد رہے کہ یہ دراصل اپنے ہی ہاتھوں اپنے دین کی توہین کرنا ہے، لہٰذا اس کے انجام بد سے ڈر کر اس سے بچنے کی فکر کریں۔

غیر مسلموں کی ایک ظاہری علامت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی کلائی پر لال رنگ کی کچھ ڈوریاں باندھتے ہیں، عموماً ان میں سے اکثر ان کے مذہبی تیوہار ''رکشابندھن'' کے موقع پر باندھے جاتے ہیں، علاوہ ازیں کچھ غیر مسلم مندروں کو جاکر بھی یہ ڈوریاں بندھواتے ہیں، نیز سکھوں کی علامت ایک خاص قسم کا کڑا ہے جو ان کا مذہبی شعار ہے، مگر افسوس کہ آج ناواقف اور نادان مسلم معاشرہ بالخصوص منچلے نوجوانوں میں بعینہٖ اسی طرح کے ڈورے باندھنے کا رواج عام ہوگیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب یہ مسلمان اکابرین واولیائے امت کے آستانوں کی زیارت سے واپس ہوتے ہیں تو یہ ڈوریاں بڑی عقیدت سے باندھ کر آتے ہیں، بلکہ اس کو اپنا مذہبی شعار سمجھتے ہیں اور بالکل واہیات قسم کے نذر و نیاز اور منتوں کی ڈوریاں کبھی کلائیوں پر کبھی گھروں پر اور کبھی خود ان اولیائے کرام کی مزارات پر باندھ دیتے ہیں، اور شاید یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان مزارات اولیاء پر بیٹھے ہوئے دنیا پسند دین فروشوں نے اس ہندوانہ رسم کو خوب فروغ دیا ہے اور مستقل دے رہے ہیں، ان ڈوریوں کو دیکھ کر کچھ اندازہ نہیں ہو پاتا کہ یہ کسی مزار کی ڈوری ہے یا رکشابندھن کی، اسی طرح سکھوں کی طرح بعض مسلمانوں میں بھی کڑے پہننے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے، اسی طرح درگاہوں، نشان کے علموں یا مساجد کے پاس سے گزرتے وقت جھک جانا یا کوئی دوسرا عقیدت والا عمل اختیار کرنا یہ طریقہ بھی مسلمانوں میں تیزی کے ساتھ چل رہا ہے جو کہ مکمل غیر اسلامی شعار ہے، ظاہر ہے کہ اسلام میں ایسی خالص مذہبی تشبہ والی باتوں کی ہرگز اجازت نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے سلسلہ میں ایک اصولی ہدایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: من تشبہ بقوم فھوا منھم۔ (مشکوٰۃ: ۳۷۵) جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے گا تو اس کا شمار اسی قوم میں سے ہوگا، یعنی اگر مسلمانوں کے ساتھ مشابہت ہے تو وہ مسلمان شمار ہوگا اور اگر غیر مسلموں کی مشابہت ہے تو انہی میں شامل ہوگا۔ اسی لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس وعید شدید سے ڈرتے ہوئے غیر مسلموں کے مذہبی شعائر کے اختیار کرنے سے باز آئیں۔

اسلامی وضع قطع کی اپنی ایک شناخت ہے، مثلاً لباس داڑھی ٹوپی عمامہ وغیرہ، اسی بناء پر غیر مسلموں کے مخصوص رنگ والے لباس پہننا حرام ہے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ زعفرانی رنگ کا لباس پہن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ کافروں کے (خاص) لباسوں میں ہے، اس لئے تم اسے مت پہنو۔ (مسند احمد ۲/۲۰۷)

اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے اظہار خوشی کی خاطر سال میں دو دن عید اور تیوہار کے مقرر کئے، لیکن آج کل یہ فیشن (سیاسی اور علاقائی مرعوبیت کی وجہ سے) چل پڑا ہے کہ اظہار یگانگت کے نام پر کئی مسلمان غیر مسلموں کے تیوہار میں دھڑلے سے شرکت کرتے ہیں، مبارکبادی کے بڑے بڑے اشتہارات تصویروں کے ساتھ ہورڈنگ لگائے جاتے ہیں، اور حد یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر سیاسی لیڈروں کے ساتھ اپنی تصویر آجانے کو باعث فخر سمجھتے ہیں، یاد رہے کہ اسلامی شریعت میں کسی مسلمان کے لئے غیر مسلموں کے ساتھ ان کے مذہبی تیوہاروں پر خوشی کا اظہار کرنا اور ان

کی مجالس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے، آج کئی مسلمان جو دیندار سمجھے جاتے ہیں غیروں کے تیوہاروں مثلاً ہولی، دیوالی، بسنت سنکرانت میں بخوشی شرکت کرتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، بلکہ غیر اسلامی لغو رسمیں مثلاً سالگرہ، یوم عاشقاں، نیو ایر پارٹیز، شادی بیاہ کی ہندوانہ رسم و رواج، پیدائش اور وفات کے بعد کی غیر ثابت شدہ بے شمار رسمیں خود انجام دیتے ہیں، اس پر ستم یہ کہ کچھ رسموں کو تو اسلامی حق جانتے ہیں اور نہ کرنے والوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ان احادیث، صحابی رسول حضرت عمرؓ کے قول اور فقہاء کرام کے فتاویٰ کو بار بار پڑھنے، خوابِ خرگوش سے بیدار ہونے اور ہوش کے ناخن لینے کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من کثر سواد قوم فھو منھم و من رضی عمل قوم کان شریکا فی عملہ۔ (کنز العمال: ۲۴۷۳۵) یعنی جو شخص کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کرے وہ انہی میں سے ہے اور جو شخص کسی قوم کے عمل پر راضی ہو وہ گویا ان کے عمل میں شریک ہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کی ہدایت ہے: اجتنبوا اعداء اللہ فی عیدھم (تحفۃ الاخوان) اللہ کے دشمنوں کے تیوہاروں کے موقع پر ان سے دور ہی رہو۔

اسی طرح فقہائے کرام نے اس عمل (غیروں کے تیوہاروں میں شرکت) پر کفر کا اندیشہ ظاہر کیا ہے، چنانچہ امام ابوحفص کبیر کے حوالہ سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی شخص پچاس سال اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہے پھر مشرکین کے تیوہار نوروز کے دن اس کی تعظیم میں بعض مشرکین کو ہدیہ تحائف (مٹھائی وغیرہ) بھیجے تو ایسے شخص پر کفر کا اندیشہ ہے۔'' (فتاویٰ بزازیہ: ۶/۳۴۴)

صاحب مجمع الانہر فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مجوسیوں (آتش پرستوں) کے تیوہار نوروز میں ان کے مذہبی اعمال میں شریک ہو اس پر کفر کا حکم لگا دیا جائے گا۔'' (مجمع الانہر ۴/۵۱۳)

مذکورہ بالا ہدایات بالخصوص ان لوگوں کے لئے قابل عبرت ہیں جو غیر مسلموں کے تیوہاروں میں آگے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اسے فخر کی چیز سمجھتے ہیں اور وقتی موہوم مفاد کی بناء پر اپنے دین و ایمان کو داؤ پر لگا کر اپنے ہاتھوں اس کا قتل کرتے ہیں۔

اسلام میں غیر مسلموں کے ساتھ مدارات اور مواساۃ اور انسانیت کی بنیاد پر خیر خواہی کا حکم ضرور دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ کھانے پینے، نشست و برخاست اور ان کی تقریبات میں شرکت میں پورے احتیاط کو ملحوظ رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، اسی لئے اگر کوئی غیر مسلم کے یہاں تقریب میں شرکت کا موقع ہو تو چند باتوں کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے۔

۱- ان تقریبات میں ناچ گانے، دیگر منکرات اور شراب کا چلن نہ ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دسترخوان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جہاں شراب کا دور چل رہا ہو۔ (ابوداؤد ۲/۵۳۰) افسوس کہ آج اکثر مسلم تقریبات میں ان منکرات کا خوب سلسلہ چلتا ہے اور ہم اس میں شرکت بھی کرتے ہیں۔ اللھم احفظنا منہ۔

۲- غیر مسلموں کے یہاں عموماً جھٹکے کا گوشت استعمال ہوتا ہے جو کہ حرام ہے اور پکانے والوں کی بے احتیاطی (یعنی ایک دیگ کا کفگیر دوسری میں ڈال دیتے ہیں) کی وجہ سے ان کی تقریبات میں پکی ہوئی سبزیاں بھی پاکی کے اعتبار سے مشکوک ہو جاتی ہیں، اسی لئے احتیاط یہی ہے کہ جب تک طہارت وحلت کا ظن غالب نہ ہو یا مشاہدہ نہ کر لیا جائے ایسا کھانا نوش کرنا شبہ سے خالی نہیں ہے۔

۳- بعض غیر مسلم برتن دھونے میں بھی پاکی ناپاکی کی تمیز نہیں کرتے، اس لئے شبہ کی جگہوں پر ان کے دھونے پر اعتماد نہ کیا جائے بلکہ موقع ہو تو خود برتن دھو کر استعمال کریں تاکہ شک وشبہ جاتا رہے۔

تقریباً یہی حکم غیر مسلموں کی ہوٹلوں اور ڈھابوں کا بھی ہے، یعنی جن ہوٹلوں میں شراب پی جاتی ہو اور حلال و حرام کھانے مخلوط پکائے جاتے ہوں وہاں مسلمانوں کا کھانا تو درکنار داخل ہونا بھی شرم کی بات ہے، لیکن اس وقت صرف ”حلال“ کا لیبل دیکھ کر غیروں کے فائیو اسٹار ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس میں لنچ اور ڈنر کیا جاتا ہے اور حلال کے لفظ سے دل کو مطمئن کر لیا جاتا ہے، حالانکہ وہاں بھی وہ خرابیاں پائی جاتی ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا، اس لئے بغیر کسی سخت ضرورت یا واقعی مجبوری کے ایسی ہوٹلوں میں جانے سے مسلمانوں کا احتراز کرنا ضروری ہے۔

آج کل ماڈرن ذہنوں کے حامل مسلمان غیر مسلم کالونیوں میں رہنے کو محض اس بات کی وجہ سے ترجیح دیتے ہیں کہ مسلم آبادیوں میں صفائی ستھرائی نہیں رہتی، بھیڑ بھاڑ زیادہ رہتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو مسلم آبادیوں میں رہنے سے گھٹن ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”شرک کرنے والوں کے ساتھ بود و باش اور یکجائی مت کرو، لہٰذا جو شخص ان کے ساتھ رہتا اور اٹھتا بیٹھتا کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ مستدرک حاکم: ۲۶۲۷) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ”جس شخص نے مشرک کے ساتھ میل جول اور رہائش اختیار کی وہ گویا اسی جیسا ہے“۔ (ابوداؤد/۲/۳۸۵) ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ”میں ہر ایسے مسلمان سے بیزار ہوں جو مشرکین کے درمیان قیام پذیر ہو۔“ (ابوداؤد ۲/۳۵۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مشورہ دیا کہ مشرکین کے مکانات کے قریب اپنے گھر مت بناؤ کہ وقت وقت پر ان سے ضرورتیں وابستہ رہیں بلکہ ان سے الگ ہٹ کر رہا کرو۔

یہ ہدایات ان لوگوں کی آنکھ کھولنے کے لئے کافی ہیں جو معمولی اعذار کی وجہ سے مسلمانوں کے علاقہ سے ہٹ کر غیروں کے ماحول میں رہنا پسند کرتے ہیں، وہ ان احادیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ ان کے حق میں وہ چیز بہتر ہے جو وہ بزعم خود بہتر سمجھتے ہیں، یا وہ چیز جس کی تعلیم فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، یقیناً آپ کا فرمودہ و پسندیدہ ہی ہمارے حق میں بہتر ہوگا اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں ہر حال میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو ہی مقدم رکھنا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ ہمیں غیروں سے مرعوب ہو کر ان کے رسم و رواج، طور طریق اور معاشرتی اعتبار سے ان کی تہذیب کو اپنانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ قرآنی ہدایات اور نبوی تعلیمات اور سلف صالحین کی زندگی کو اسوہ اور آئیڈیل بنانے کی ضرورت ہے، بالخصوص موجودہ اسلام دشمن زمانے میں ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی تشخص پر عمل کرتے ہوئے اس کو باقی رکھے اور دل و جان سے اس کی حفاظت کرے۔

اللہ تعالیٰ پوری امت کو غیروں کی مشابہت سے ہر قدم پر بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

اطلاع برائے قارئین رضوان

اس وقت کاغذ کی قیمت میں بے تحاشہ اضافہ ہو گیا ہے، ہم برابر یہ کوشش کرتے رہے تھے کہ زر تعاون میں اضافہ نہ کیا جائے لیکن اب اگر اضافہ نہ کیا گیا تو رسالہ نکالنا مشکل ہو جائے گا، اس لئے مجبوراً اضافہ کیا جا رہا ہے، امید ہے کہ قارئین اس اضافہ کو بخوشی قبول کریں گے۔

ماہ فروری 2011 سے رسالے کی قیمت مندرجہ ذیل ہوگی۔

فی شمارہ Rs 15/-   سالانہ زر تعاون Rs 150/-

اصلاح معاشرہ مگر کیسے

فضل الرحمٰن

اسلام نے جس طرح ماں باپ کے حقوق و آداب، ان کی خدمت، ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور ماں باپ کے سامنے ”اُف“ تک کہنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح اسلام نے اولاد کے حقوق بھی ماں باپ کی ذمہ لگائے ہیں۔ ان میں کوتاہی کرنے پر صرف تنبیہ ہی نہیں فرمائی بلکہ اولاد کے گناہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں باپ کو بھی ذمہ دار بنایا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے تو چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔ اس کو اچھی تربیت دے اور سلیقہ سکھائے۔ پھر جب وہ سن بلوغ کو پہنچے تو اس کے نکاح کا بندوبست کرے۔ اگر (اس نے اس میں کوتاہی کی اور شادی کی عمر کو پہنچ جانے پر بھی (اپنی غفلت اور بے پروائی سے) اس کی شادی کا بندوبست نہیں کیا اور وہ اس کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو گیا تو اس کا باپ اس گناہ کا ذمہ دار ہوگا۔“

اولاد کے گناہوں میں مبتلا ہونے کے واقعات آئے روز میڈیا کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ بدکاری اور قتل ناحق یہ ہمارے معاشرے کی بہت بڑی بربادی ہے۔ اس کے مختلف اسباب ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حکمرانوں کے قصور ہیں۔ کوئی کہتا ہے عوام ہی بے حس ہو چکے ہیں اور کوئی ساری خرابی علماء پر ڈالتا ہے کہ یہ لوگوں کی اصلاح نہیں کرتے۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ اصلاح معاشرہ پر اپنی آرا کا اظہار کرنے سے پہلے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور انہیں حفصہ سے نکاح کرنے کی پیشکش کی اور کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دیتا ہوں۔“ انہوں نے فرمایا: ”میں اپنے معاملے میں غور کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چند دن میں انتظار میں رہا۔ ان سے ملاقات ہوئی۔“ انہوں نے کہا: ”مجھے یوں معلوم ہوتا ہے ان دنوں مجھے شادی نہیں کرنا چاہئے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں گا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پس! میں ان پر حضرت عثمانؓ سے زیادہ رنجیدہ ہوا۔ میں کئی راتیں ٹھہرا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کے لئے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے حفصہ کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔“

اسلام نے اولاد کے شادی کے قابل ہو جانے پر ان کے نکاح اور شادی کے بندوبست کو بھی باپ کا فریضہ قرار دیا ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بداعمالیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر ہم شادی میں غیروں کی نقالی کرنے کے بجائے اس طرح شادی کرنے لگیں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنی صاحبزادیوں کے نکاح کئے تھے۔ تو یہ کام اتنا ہلکا ہو جائے جتنا ایک مسلمان کے لئے جمعہ کی نماز ادا کرنا۔ اسی طرح اس بات کا انتظار کئے بغیر کہ لڑکے والے ہمارے یہاں پہلے پیغام دیں۔ اسوۂ فاروقی کی پیروی کرتے ہوئے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح کسی نیک آدمی سے کرا سکتے ہیں۔ اسی طرح جہاں پر ہم شادی و نکاح کی برکات کو حاصل کر سکتے تو وہیں پر بدعملیوں کا باب بھی بند کیا جا سکتا ہے۔

معاشرے کی اصلاح ایک دوسرے پر تنقید کرنے اور کیچڑ اچھالنے سے نہیں ہوگی، بلکہ ہم میں سے ہر شخص اپنے کام کو ذمہ داری سے ادا کرے تو یہ معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ حکمران غلط کاموں کی سرپرستی کرنا چھوڑ دیں۔ برائی کو ہاتھ سے روکیں کیونکہ ان کے پاس اختیارات ہیں۔ وہ قانون کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کو روک سکتے ہیں۔ سینما، کلب، مخلوط تعلیم اور اخبارات میں چھپنے والی عریاں تصاویر بند کرائیں۔ رعایا کے دین، جان، مال، عقل اور نسل کی حفاظت کریں۔ علماء زبان سے برائی کو بتائیں۔ عوام برائی کو دل سے سمجھتے ہوئے عملی طور پر اس کو چھوڑ دیں تو ہم سدھر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

محمد قمر الزماں ندوی
استاد مدرسہ نور الاسلام کنڈہ پرتاپگڑھ

بزم رفتہ کی سچی کہانیاں

اہل علم کا ادب واحترام

امام مالکؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے امام تھے، بادشاہ ہارون رشید کا زمانہ تھا، اس نے امام مالک کو پیغام بھیجا کہ میں آپ سے شاگردی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں، تو کبھی آپ تشریف لائیں اور مجھے کچھ پڑھادیں، امام صاحب نے فرمایا نہیں بھائی! آپ امیر المومنین ہیں قابل احترام ہیں، لیکن میں کسی کے ہاں پڑھانے نہیں جاتا، پڑھنا ہے تو یہاں آجایئے، پڑھنے کے لئے مسجد میں آنا پڑے گا۔ ہارون رشید نے کہلا بھیجا کہ ٹھیک ہے میں حاضر ہوتا ہوں، لیکن امیر المومنین ہوں، نشست میں کچھ امتیاز چاہئے، امام صاحبؒ نے فرمایا جب آؤ گے جہاں جگہ ہوگی، وہیں بیٹھنا پڑے گا، ہارون رشید اپنے بیٹے مامون اور امین کے ساتھ آیا تو مجلس میں پیچھے جگہ ملی، وہاں بیٹھا حدیثیں سنیں، اور پھر یہ کہا کہ میں خود کو اس بات کا اہل نہیں سمجھتا کہ روایت حدیث میں اپنے آپ کو راوی شمار کروں، لیکن اس عظیم المرتبت شخصیت کا شاگرد ہونے کے لئے میں نے یہ کیا ہے۔

(ماہنامہ مظاہر العلوم فروری ۲۰۱۱ء)

لیکن اسلام تو تمہارا بھی تھا

طرز تعلیم کے سلسلے میں ولی اللہی خاندان کا ایک عجیب طویل قصہ ارواح ثلثہ میں لکھا ہے کہ دہلی میں ایک پادری آیا جو بہت مشہور پادری اور لسان (زبان کا تیز ماہر) تھا اس نے علماء دہلی کو مناظرہ کا چیلنج دیا اس وقت خاندان عزیزیہ کے مخالف علماء کو ایک موقعہ ملا۔ انہوں نے پادری کو پٹی پڑھائی کہ خاص طور سے یہاں شاہ اسحاق صاحب بہت مشہور عالم کہلاتے ہیں ان کو خاص طور سے مناظرہ کی دعوت دے۔ اس نے یہ سن کر کہ حضرت شاہ صاحب بہت مشہور عالم ہیں شاہ صاحب کو دعوت دی۔ شاہ صاحب چونکہ بہت سیدھے اور کم گو تھے زبان میں معمولی لکنت تھی اس لئے مخالفین کو خیال ہوا کہ آج اس خاندان کو زک دینے کا بہت اچھا موقع ہے، بہت خوشیاں منائیں، احباب نے بھی شاہ سے درخواست کی کہ آپ اپنا کسی کو وکیل بنادیں۔ مگر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس نے مجھ ہی کو دعوت دی ہے میں ہی مناظرہ کروں گا۔ وکیل بنانے کی ضرورت نہیں۔ اس سے احباب کو فکر تھی۔ بادشاہ بھی حضرت شاہ صاحب کے مخالفین میں تھا اسی کی موجودگی میں مناظرہ قرار پایا۔ اس لئے وقت مقررہ سے پہلے ہی بہت بڑا مجمع لال قلعہ میں پہنچ گیا۔ اللہ کی قدرت جب وہ پادری حضرت شاہ صاحب کے سامنے آیا تو بدن پر لرزہ پڑ گیا، زبان گنگ ہوگئی اور ایک حرف بھی زبان سے نہ نکلا۔ جب کچھ دیر ہوگئی تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کچھ فرمائیں گے یا میں ہی کچھ عرض کروں، پادری نے کہا آپ ہی فرمایئے۔ شاہ صاحب نے بہت زور وشور سے اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کا بطلان ومدلل بیان فرمایا۔ پادری بالکل ساکت تھا، نہ حضرت شاہ صاحب کے کلام پر کوئی اعتراض کیا نہ کوئی اپنی طرف سے سوال کیا۔ جب اس کا عجز سب پر کھل گیا تو حضرت شاہ صاحب نے ان مخالفین علماء کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ہمارے خاندان کا قاعدہ رہا ہے کہ وہ تفسیر قرآن شریف سے پہلے تورات وانجیل اور زبور پڑھا دیا کرتے تھے، کیونکہ بغیر ان

کتابوں پر عبور ہوئے قرآن شریف کا لطف نہیں۔ اس قاعدہ کے موافق مجھے بھی یہ سب کتابیں پڑھائی گئی تھیں۔ اس لئے میں عیسائی مذہب سے ناواقف نہیں ہوں اور پھر فرمایا اگر اسحاق کو ذلت وشکست ہوتی تو کچھ بات نہ تھی کیونکہ مجھے علم کا دعویٰ ہی کب ہے، لیکن اسلام تو تمہارا بھی تھا۔ اس سے مخالفین پر پانی پڑ گیا اور مناظرہ ختم ہوگیا۔ (ارواح ثلثہ صفحہ ۱۱۴)

اور وہ خاموش ہوگئے

''آغا! ریش می تراشی؟'' (جناب آپ داڑھی تراشتے ہیں؟) جب ایران کے سفیر کی ملاقات دہلی میں فارسی کے مشہور شاعر مرزا بیدلؔ سے ہوئی تو اس نے حیرت کے ساتھ یہ چبھتا ہوا سوال کیا۔ اس سوال کا پس منظر یہ تھا کہ مرزا بےدل کا کلام ایران تک پہنچا تھا اور اس میں صوفیانہ مضامین دیکھ کر لوگ بیدلؔ کو قطب سمجھنے لگے تھے۔ ایسے کسی بھی قطب کی وضع قطع کا جو عام معیار ہونا چاہئے اس پر بیدلؔ پورے نہیں اتر رہے تھے۔ کیونکہ وہ داڑھی تراشتے تھے جس کی وجہ سے ان کی داڑھی خشخشی تھی۔

مرزا بیدلؔ نہایت ذہین اور حاضر جواب تھے۔ اس سوال پر فوراً وہ بولے: ''ریش می تراشم ولے دل کسے نمی تراشم'' (جی ہاں میں اپنی داڑھی تو ضرور تراشتا ہوں لیکن کسی کا دل نہیں چھیلتا) بظاہر یہ خاموش کردینے والا جواب تھا، مگر سفیر ایران بھی کافی پڑھا لکھا اور ذہین تھا، اس نے جواب دیا: ''بلے رسول اللہ می خراشی'' (ہاں مگر آپ اپنے اس عمل سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دل (مبارک) ضرور چھیلتے ہیں)۔

مرزا بیدلؔ اپنی ذہانت اور شاعرانہ جودت طبع سے اب بھی کوئی جواب تلاش کرسکتے تھے مگر یہ سنتے ہی وہ خاموش ہوگئے اور غلطی کے احساس سے سر نیچا کرلیا، اس کے بعد گھر گئے تو اس جملہ کا اثر اتنا تھا کہ تین دن تک گھر سے باہر نہیں نکلے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ صحیح اور مثبت سوچ وفکر کے آدمی ہوتے ہیں اور حقیقت پسندی ان کی طبیعت میں ہوتی ہے وہ اسی طرح صحیح اور تعمیری تنقید سن کر خاموش ہوجاتے ہیں، وہ ایسے موقع پر خواہ مخواہ قیل وقال میں پڑنے کے بجائے اپنی غلطی پر شرمندہ اور نادم ہوتے ہیں۔ اور اصلاح کی فکر کرتے ہیں۔

ہم اپنے گردوپیش کا جائزہ لیتے ہیں تو زندگی کے ہر شعبے میں اور ہر سطح پر سیکڑوں برائیاں اور کمزوریاں ہیں جو ہماری زندگی کو گھن کی طرح کھارہی ہیں لیکن انجام سے بےخبر ہم اپنی ظاہری حالت میں مست ہیں کوئی توجہ دلائے اور ہماری کسی کوتاہی کی نشاندہی کرے تو ہم چڑتے ہیں اور ایسے شخص کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے اسے برا بھلا کہتے ہیں۔

حضرت امام غزالیؒ کا قول ہے کہ ''فی الحقیقت وہ میرا دوست نہیں جو میرے منہ پر میری تعریف کرے، بلکہ دوست وہ ہے جو میرے سامنے میری برائی بیان کرے اور اصلاحی وتعمیری تنقید کرکے مجھے اپنی زندگی کو بنانے اور سنوارنے کا موقع فراہم کرے۔''

ایک مشت داڑھی سنت ہے، اس ترک سنت پر سفیر ایران نے جس بلیغ مگر چبھتے انداز میں بیدلؔ کو تنبیہ کی وہ تو قابل توجہ ہے ہی مگر بیدلؔ نے صحیح تنقید سن کر اصلاح حال کی طرف توجہ کی اور اس کا احساس اس قدر شدید ہوا کہ تین روز تک گھر سے باہر نہیں نکلے۔ اس میں بھی بڑا درس ہے۔ (چراغ راہ ۲۷۸)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

شراب کا دور چل رہا تھا اور زاذان نامی ایک مغنی بربط پر گا رہا تھا عبداللہ بن مسعودؓ کا ادھر سے گزر ہوا، مغنی کی آواز سن کر فرمایا: ''کیا ہی آواز ہے کاش اس آواز سے قرآن پڑھا جاتا'' عبداللہ بن مسعودؓ چلے گئے، مگر زاذان نے ان کی آواز سن لی تھی، اس نے لوگوں سے پوچھا: ''یہ کون شخص تھا؟'' ''عبداللہ بن مسعودؓ تھے'' لوگوں نے جواب دیا۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر ساتھی'' ''کیا فرمار ہے تھے؟'' زاذان نے دریافت کیا۔ ''کہتے تھے کتنی اچھی آواز ہے، کاش! اس آواز سے قرآن پڑھا جاتا''۔

یہ سنتے ہی زاذان کی حالت غیر ہوگئی، دل میں ایک ہوک اٹھی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اٹھا، بربط کو زمین پر مار کر توڑ ڈالا اور دوڑتا ہوا عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس پہنچا اور ان کے قدموں میں گر کر رونے لگا عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے اٹھا کر گلے سے لگالیا اور خود بھی رونے لگے، پھر بولے: ''جس شخص سے خدا محبت کرتا ہے، میں اس کو اپنا دوست کیوں نہ بناؤں'' اب زاذان عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں رہنے لگے، قرآن سیکھا اور دوسرے علوم پڑھے اور ایسا کمال حاصل کیا کہ آج ان کا شمار ائمہ تابعین کی صفِ اول میں ہوتا ہے۔

اصلاح وتربیت کا حکیمانہ انداز

علامہ ابن کثیرؒ نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اہل شام میں سے بڑا بارعب اور قوی تھا اور فاروق اعظمؓ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظمؓ نے لوگوں سے دریافت کیا، لوگوں نے کہا امیر المومنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں بدمست رہنے لگا ہے۔ فاروق اعظمؓ نے اپنے منشی کو بلایا اور فرمایا کہ یہ خط لکھو۔

''منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں! سلام علیک۔ اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

پھر حاضرین مجلس سے فرمایا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے، فاروق اعظمؓ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا اس کو ہدایت کردی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک کہ وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے، جب اس کے پاس حضرت عمر فاروقؓ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے پھر رونے لگا اور شراب خوری سے باز آگیا، اس نے ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔ کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہوجائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کرلے اور تم اس کے مقابلہ پر شیطان کے مددگار نہ بنو، یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے اور دور کردوگے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔

بقیہ......شیخ طریقت، محبوب سبحانی

اسی طرح سیدنا عبدالقادرؒ تمام اولیاء میں سید الاولیاء ہیں۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے رب تبارک وتعالیٰ سے دعا فرمائی کہ اے اللہ شاہ جیلانی کے طفیل میرے دل کو کدورتوں سے پاک فرمادے، مجھے صاحب حال بنادے۔

آپؒ نے فرمایا: ''میری تکذیب تمہارے لئے زہر قاتل ہے۔ اگر شریعت میرے منہ میں لگام نہ لگائی ہوتی تو میں تمہیں یہ بتلاتا کہ تم کیا کھا کر آئے اور کیا چھپا کر آئے ہو''۔ جب آپؒ نے یہ فرمایا کہ ''میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔'' تمام اولیاء نے اپنی اپنی گردنیں جھکالیں۔ امام ابن تیمیہؒ جو روحانیت کے کم ہی قائل تھے لیکن غوث پاکؒ کا جب نام آجاتا تو گردن جھکادیتے تھے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی تعلیمات کا عکس آپؒ کے درج ذیل ارشادات میں نظر آتا ہے: بتوں کی پرستش کرنا ظاہری شرک ہے اور مخلوق پر بھروسہ رکھنا، نفع ونقصان میں ان کی طرف دیکھنا باطنی شرک ہے۔ بدعات سے بچو، صبر کو شیوہ بناؤ، تنہائی اور گوشہ نشینی کو دوست رکھو۔ تکلیف سے ناامید نہ ہونا۔ توبہ سے گناہوں کو دھو ڈالو۔ تم اپنے نفس کی خواہشات پوری کرنے میں لگے ہو اور نفس تمہیں برباد کرنے میں مصروف ہے۔ توحید و اخلاص صبر وشکر اور ذکر وفکر میں مصروف رہو روح میں تازگی پیدا ہوگی۔

راشد حسینی

سوال وجواب

س: اکثر مسجدوں میں جمعہ کے دن جہاں عام نمازی زیادہ تعداد میں آتے ہیں وہیں بچے بھی بڑی تعداد میں آتے ہیں، پھر وہ خطبہ اور نماز کے دوران شور مچاتے ہیں، بعض لوگ ان کو بلند آواز سے ڈانٹنے لگتے ہیں جس سے ہنگامہ سا مچ جاتا ہے تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج: حدیث شریف میں جمعہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ جو شخص غسل کرے پھر جمعہ کی نماز کیلئے آئے، اور جتنا مقدر میں نماز پڑھے پھر خاموش رہے یہاں تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہوجائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور تین دن کا اضافہ کردیا جاتا ہے۔ (مسلم)

اور حدیث شریف میں بتایا گیا کہ اگر لغو کرے تو یہ فضائل حاصل نہیں ہوتے، اور لغو میں سے یہ بھی ہے کہ کسی سے کہے کہ خاموش رہو (متفق علیہ، مشکوٰۃ ۱/۱۲۲) لہٰذا نماز میں آنے والے بچوں کو بھی زبان سے کچھ کہنا منع ہے، ان کے گھر کے لوگوں کو چاہئے کہ لانے سے پہلے گھر ہی میں بچوں کو اچھی طرح سمجھادیں، البتہ خطیب ان بچوں کو روک سکتا ہے، دوسرے لوگوں کو صرف یہ اجازت ہے کہ ہاتھ یا سر کے اشارے سے روک دیں۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ۱/۶۰۶)

س: ایک شخص نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی، وہ ظہر کے وقت مسجد پہنچا اور ظہر کی جماعت میں شامل ہوگیا، پھر نماز کے دوران یاد آیا کہ اس نے تو فجر کی نماز نہیں پڑھی ہے تو اب وہ کیا کرے؟

ج: اس شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ پہلے وہ نماز پوری کرے جو امام کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ پھر فجر کی قضا پڑھے، اس کے بعد جو نماز ظہر امام کے ساتھ پڑھی تھی اس کو پھر سے پڑھے، موطا امام محمد میں ہے ''عن ابن عمر انه كان يقول: من نسي الحديث''۔ صفحہ ۱۰۵) (جو کوئی نماز پڑھنا بھول جائے؛ پھر جب وہ امام کے ساتھ ہو تو یاد آئے تو جب امام سلام پھیر دے تو وہ نماز پڑھے جو بھول گیا تھا پھر وہ نماز پڑھے جسے (امام کے ساتھ) پڑھ چکا تھا)۔

لیکن یہ تفصیلات صاحب ترتیب کیلئے ہیں، یعنی جس کے ذمہ بلوغ سے اب تک چھ نمازیں قضاء نہ ہوئی ہوں، یا ہوئی ہوں تو اس نے پڑھ لی ہوں۔ اگر صاحب ترتیب نہ ہو تو امام کے ساتھ نماز مکمل کرکے فجر کی نماز قضاء کرے، پھر ظہر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س: زید اور ہندہ دونوں عاقل بالغ ہیں۔ اور ہر اعتبار سے ایک دوسرے کے کفو ہیں، دونوں آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں مگر دونوں کے گھر والے اس کو ناپسند کررہے ہیں، اگر یہ دونوں گھر والوں کی مرضی کے بغیر شادی کرلیں تو نکاح ہوجائے گا یا نہیں؟

ج: اگر آپ کی بات صحیح ہے، یعنی دونوں بالغ ہیں، اور خاندان دینداری اور پیشہ کے لحاظ سے لڑکا لڑکی کے جوڑ کا ہے، پست اور گرا ہوا نہیں ہے کہ لڑکے کے اولیاء کے لئے باعث عار ہو، تو دونوں اگر نکاح کریں تو ہوجائے گا اگرچہ والدین ناراض ہی کیوں نہ ہوں، اور بلاوجہ شرعی والدین کو ناراض نہ ہونا چاہئے اور نکاح کردینا چاہئے ورنہ گنہگار ہوں گے اس لئے کہ حدیث شریف میں فرمایا: اذا خطب اليكم الحديث (جب تمہیں ایسا شخص پیغام دے جس کے دین واخلاق سے تم راضی ہو تو تم اس سے نکاح کردو، اگر تم نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوجائے گا)۔

البتہ لڑکا اگر لڑکی کے جوڑ کا نہیں ہے تو گھر والوں کی رضامندی کے بغیر اگر لڑکی اس سے نکاح کرلے تو اولیاء اس نکاح کو شرعی عدالت میں فسخ کراسکتے ہیں۔ (تجاویز فقہ اکیڈمی)

س: زکوٰۃ کے پیسے دوسری جگہ بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟

ج : جب دوسری جگہ کے لوگ غریب محتاج ہوں، یا وہاں اس کے رشتہ دار ہوں جو کہ محتاج ہوں۔ یا وہاں کے لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں تو ایسے لوگوں کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ امید ہے کہ اگر نیت صحیح رکھی تو زیادہ ثواب ملے گا۔ (انشاءاللہ) (ہدایہ ۱/۱۸۸)

س : زید صاحب نصاب ہے، ایک خاص مہینہ میں اس کا سال پورا ہوتا ہے اور وہ اسی وقت زکوٰۃ ادا کرتا ہے، اگر اس سے پہلے ہی کوئی ضرورت مند آجائے اور وہ زکوٰۃ کی رقم سے اس کی مدد کردے تو اس رقم کو وہ بعد میں زکوٰۃ کی رقم میں شمار کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج : صاحب نصاب ہونے سے خود زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے، سال کا گزرنا صرف ادائیگی کے وجوب کے لئے شرط ہے، لہٰذا اگر زید صاحب نصاب ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے تو وہ اس رقم کو زکوٰۃ میں شمار کرسکتا ہے بشرطیکہ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت سے دیا ہو۔ (شامی ۲/۲۹)

س : شوہر اپنی بیوی کو قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟

ج : عورت کے مرنے کے بعد شوہر اس کے حق میں اجنبی کے حکم میں ہوجاتا ہے، کپڑے کی آڑ کے بغیر اس کو چھو نہیں سکتا، لیکن منھ دیکھنا کندھا دینا اور قبر میں اتارنا جائز ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ قبر میں اتارنے کا کام عورت کے محارم (جیسے بھائی وغیرہ) انجام دیں، لیکن محارم کے ساتھ شوہر بھی یہ کام کرسکتا ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی ۱/۲۲۵ رحیمیہ ۵/۹۳)

س : شوہر بیوی کے مرنے کے بعد اسے غسل دلاسکتا ہے یا نہیں؟

ج : اس کا جواب دیتے ہوئے درمختار میں ہے: "مرد اپنی بیوی کو نہ غسل دلائے نہ ہاتھ لگائے، البتہ اس کا منھ دیکھ سکتا ہے، اور دیگر تین اماموں کے نزدیک نہلا بھی سکتا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہلایا تھا۔ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ (اول تو اس پر اتفاق نہیں ہے کہ حضرت علی نے ہی نہلایا تھا، روایت میں ہے کہ حضرت ام ایمن نے نہلایا تھا، حضرت علی کی طرف نسبت صرف اس لئے کردی جاتی ہے کہ انہوں نے غسل کا پورا انتظام فرمایا تھا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کا غسل دینا اس لئے تھا کہ ان کی زوجیت قائم تھی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت فاطمہ دنیا میں بھی تمہاری بیوی ہیں اور آخرت میں بھی تمہاری بیوی ہوں گی (الی) پھر کئی صحابہ (جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود) نے حضرت علی کے غسل دینے پر اعتراض بھی کیا تھا۔ (شامی ۱/۶۳۳) بہرحال مسئلہ مختلف فیہ ہے، اور افضل یہی ہے کہ بلا مجبوری اور شرعی ضرورت کے شوہر اپنی زوجہ کو غسل نہ دے، البتہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، کیونکہ عورت عدت وفات پوری ہونے تک وہ اس کے نکاح میں ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ۵/۱۰۷)

بقیہ...... بچوں کی ذہنی قابلیت میں......

ایسے افراد جن کا ماحول اور پس منظر اوسطاً طبقے سے ہوتا ہے وہ اپنے بچوں کو نہ تو ناقص غذائی عادتوں سے باز رکھتے ہیں اور نہ ہی انہیں بہتر ادویات فراہم کرسکتے ہیں۔ ڈاکٹر فاکس کا کہنا ہے کہ اس ضمن میں مزید جائزے عمل میں لائے جانے کی ضرورت ہے آیا یہ دیکھنے کیلئے بچوں میں آئی. کیو لیول کو بڑھانے کیلئے کس طرح کی غذائیں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ ابتدائی جائزوں سے ملنے والی رپورٹس میں اس بات کا اظہار کیا جاچکا ہے کہ پرائمری اسکول کی عمر کے بچوں میں ناقص غذائی عادتوں کی جو شرح ہوتی ہے، وہ 18 فیصد تک ہوتی ہے۔ جب کہ برطانیہ میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق بچوں کی غذا میں گلنے، سڑنے سے بچاؤ کیلئے مخصوص عمل سے گزاری گئی خوراک، شکر اور چکنائی کی زیادتی بچپن میں ان کی ذہانت کو متاثر کرسکتی ہے۔ اس تحقیق کے دوران ماہرین نے ہزاروں تین سالہ بچوں کا آئندہ پانچ سالوں کے دوران مطالعہ کیا جس سے یہ پتہ چلا ہے کہ جن بچوں کو گلنے، سڑنے سے بچاؤ کے لئے مخصوص عمل سے گزاری گئی خوراک زیادہ مقدار میں کھلائی گئی، ان کا اوسط آئی. کیو لیول صحت مند غذا مثلاً سلاد، پھل اور پاستا کھانے والے بچوں کے مقابلے میں پانچ پوائنٹ کم تھا۔ تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ دیگر عوام جیسے کہ سماجی نظام، گھریلو ماحول اور تعلیم و تربیت بھی بچوں کی ذہانت پر کافی حد تک اثر انداز ہوسکتی ہے۔

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

عیسائیت کے جھول نے مجھے مسلمان بنادیا

پروفیسر ڈاکٹر صوفیہ کے قبول اسلام کی روداد

میں نے ایک کٹر عیسائی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ میری والدہ ہمیں ہر ہفتے چرچ میں لے جانے کی کوشش کرتی تھیں، جب کہ میرے والد ریاضی کے استاد تھے۔ وہ بہت مذہبی نہیں تھے۔ میں اپنی تعلیم کے دوران حیران و پریشان رہا کرتی تھی، کیونکہ مخصوص رسم و رواج اور چرچ میں حاضری کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں ایمان و توحید سے متعلق بعض ایسے سوالات آتے تھے۔ جن کا جواب چرچ کے پاس نہیں تھا۔ پھر میں نے ناروے کی "اوسلو یونیورسٹی" میں مذہبی علوم کے شعبے میں داخلہ لیا۔ وہاں تاریخ اور مقابل ادیان کا گہری نظر سے مطالعے کے باوجود میں اسلام کے متعلق بدظنی کا شکار رہی۔ اسلام کو سمجھنے کے لئے میں نے جو کتابیں پڑھی تھیں، وہ سچ نہیں تھیں، کیونکہ وہ مستشرقین کی لکھی ہوئی تھیں۔ آخر میں مجھے ایک بڑے عالم کی کتاب "دینیات" پڑھنے کو ملی اور سید قطب مصری کی "معالم فی الطریق" کا انگریزی ترجمہ ملا، ان سے مجھے اپنے سوالات کا تسلی بخش جواب ملا۔ اس کے بعد میں نے ان کتابوں کو پڑھنا شروع کیا، انہیں مسلمان مفسرین نے لکھا تھا۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ خریدا اور اس کی آیات پر غور وخوض شروع کردیا۔ جب میں اسلام کے متعلق پوری طرح یکسو اور مطمئن ہوئی تو اسلامی مرکز گئی اور کلمہ شہادت پڑھ کر اپنے اسلام کا اعلان کردیا۔

میرے رشتے داروں نے اسے معمول کی بات سمجھ کر کوئی خاص توجہ نہیں دی، لیکن میری چند سہیلیوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ خصوصاً جب میں نے یونیورسٹی میں حجاب لینا شروع کردیا تو بعض دوستوں نے میرے ساتھ بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع کردیا۔ نئی چیز ہمیشہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتی ہے اور شروع میں یقیناً بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اب تو پردہ عام ہوچکا ہے۔ مجھے مشکلات کی کوئی پروا نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور اس راستے میں آنے والے مصائب کو صبر وتحمل سے برداشت کریں۔

الحمد للہ! حجاب کے سلسلے میں کوئی خاص مشکل نہیں ہے۔

میں نے اپنی تمام سہیلیوں کو اسلام کی دعوت دی ہے، اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول بھی کرلیا ہے، لیکن میری شادی کے بعد کافی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ میرے خاوند مجھ سے کہتے ہیں کہ جب تم نے خیر کو پالیا ہے تو اسے دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ عربی سیکھنے میں انہوں نے میری بڑی مدد کی۔ الحمد للہ! میری روزانہ کی مصروفیات تدریس، لیکچرز اور دیگر پروگراموں میں شرکت پر مشتمل ہیں۔

اولاد کی تربیت سب سے اہم کام ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دیگر طلبہ کی طرح ہمارے بچے بھی سویڈش اسکول میں جاتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ آموختہ کرتی ہوں اور ان کے ساتھ گفتگو کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ عربی سیکھنے کے لئے ویڈیو کیسٹ دیکھتے ہیں۔ نمازوں اور ذکر کے اہتمام کے ساتھ ساتھ سونے سے پہلے ہم انہیں کوئی ایک آدھ اسلامی قصہ سناتے ہیں اور بعض نصیحتیں کرتے ہیں۔ ہر ہفتے کے آخر میں عربی پڑھنے اور سیکھنے کی مشق کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ

بچوں کے اخلاقی اور تعلیمی امور بہت اچھے ہیں۔ وہ عربی، سویڈش اور نارویجن تینوں زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں۔

عورت مرد کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عورت اور مرد یکساں طور پر گھر، اولاد اور دعوت دین کے لئے کام کریں۔ موجودہ زمانے میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ گھر عورت کے لئے بنیادی اور اہم ذمہ داری ہے، لیکن جاہل عورت کوئی کام بھی صحیح طرح نہیں کرسکتی۔ بچوں کی تربیت کے لئے زندگی اور معاشرے کے تجربات اور مشاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں بچوں کی تعلیم و تربیت اور والدین کی خدمت کرنا ممکن ہوتا ہے۔ ہمارا موجودہ تربیتی نظام خواتین کو مربی اور داعی بنانے کے بجائے انہیں ناکارہ اور پسماندہ بناتا ہے۔ حالانکہ وہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ دار ہیں۔

میں نے قرآن کا اسکنڈی نیوین زبان میں ترجمہ شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ فریضۂ حج ادا کرنے کی میری نیت ہے اور میں صحابیات کی تقلید کرتے ہوئے مسلمان عورت کی مدد کرنا چاہتی ہوں، تاکہ وہ اپنا فریضہ بہتر طور پر ادا کرسکے۔ اللہ میری مدد فرمائے اور تمام کوششوں کو اپنی رضا کے لئے خالص کردے۔ آمین۔

سویڈن میں مختلف قوموں کی مسلمان خواتین رہتی ہیں، جن کا تعلق یورپ، ایشیا، افریقہ، امریکہ اور عرب ممالک سے ہے۔ ہم نے خواتین کی خدمت اور اسلامی دعوت کے کام میں تمام مسلمان خواتین کو شریک کرنے کے لئے ایک متحدہ پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی ہے تاکہ اس کے ذریعے خواتین اسانی سے ہمارے ساتھ رابطہ کرسکیں۔

خواتین لڑکیوں اور بچوں کے لئے ہفتہ وار عربی اور سویڈش زبان میں درس ہوتے ہیں۔ عورت کے مسائل اور ضروریات سے متعلق سیمنار اور ورکشاپس منعقد ہوتی ہیں۔ تربیتی کیمپ اور سالانہ کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ عورت کے مسائل، مشکلات اور اس کے حقوق کے دفاع کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت مند اور پناہ گزینوں کے لئے ہم فنڈز جمع کرتے ہیں۔

ہماری سرگرمیوں کے نتیجے میں پروگراموں کی نوعیت اور خواتین کی ضرورت کے مطابق اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً: بوسنیا اور یورپ کی خواتین قرآن وحدیث کی تعلیمات سیکھنے میں دلچسپی لیتی ہیں۔ عرب خواتین بچوں کی تربیت اور کھانے پکانے سے متعلق لیکچرز میں زیادہ دلچسپی لیتی ہیں، جب کہ صومالی خواتین کی کوشش عربی سیکھنے کی ہوتی ہے۔ میرے خیال میں میاں بیوی کی تعلیمی قابلیت اور مقام، ان کے رجحانات کی سمت متعین کرتا ہے، لیکن مسلسل کوشش ہوتی ہے کہ ہم عورت کی مکمل مدد کریں، تاکہ وہ دین کے مطلوبہ مقام تک پہنچ جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کام کے لئے بڑے صبر و ضبط کی ضرورت ہے۔

عورت کی آزادی کا نعرہ خرافات اور جہالت پر مبنی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہم خواتین کو یہ باور کروائیں کہ اسلامی اصولوں کے اندر رہتے ہوئے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں عورت کا کیا کردار ہے؟ لیکن عورت کو اس کے اخلاقی دائرے سے باہر لاکر آزادی کی بات کرنا کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے لئے بچے یا اپنی اولاد کو ممتا کی محبت سے محروم کرکے انہیں خادموں کے حوالے کرے اور خود دوسروں کی خدمت کرے۔ یہ ہمیں ہرگز منظور نہیں ہے۔ عورت کے لئے ضروری ہے اپنی عصمت کی حفاظت کرتی رہے۔ اس طرح فطری امنگوں میں تکمیل ہوتی ہے اور خاندان کے افراد میں محبت اور الفت پنپتی ہے اور پورے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔

تسلیمہ نسرین کی سویڈن آمد پر میں نے ایک چینل پر تبصرہ کیا تھا۔ تسلیمہ نسرین کا کوئی علمی مقام نہیں ہے۔ اس نے سیاسی پناہ اور سستی شہرت کے حصول کے لئے مغرب کو استعمال کیا ہے، حالانکہ وہ اپنے مخالفین اور حامیوں دونوں کی طرف سے اس قسم کے اہتمام کی ہرگز مستحق نہیں تھی۔ قرآن پاک اس زمانے کا معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے وہ اس طرح کے لوگوں کو اہمیت نہ دیں اور انہیں آزادی اظہار کے ہیرو نہ بنائیں۔ قرآن تو اس لئے آیا ہے کہ وہ غلاموں کو آزادی کی نعمت سے سرفراز کرے۔ لیکن مسلمانوں کی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے کہ قرآن پاک کو آزادی رائے کے نظریے کے دشمن کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ دلیل کا جواب دلیل سے دیا جانا چاہئے، نہ یہ کہ جذبات اور اشتعال کا اظہار کیا جائے۔

مجھے پہلے پاکستان، سوڈان اور الجزائر میں خواتین کانفرنس میں شرکت کی دعوت ملی۔ اس کے علاوہ میں نے تین بین الاقوامی کانفرنسوں بالترتیب عمان، لاہور اور استنبول میں شرکت کی ہے۔ الجزائر میں منعقد ہونے والی خواتین کانفرنس مجھے پسند آئی، جس میں معروف داعیہ زینب الغزالی اور اردن سے سمیرہ نے شرکت کی تھی۔

مجھے عمرہ ادا کرنے سے بہت سکون حاصل ہوا۔ میں مکہ اور مدینہ بار بار جانا چاہتی ہوں۔ جدہ شہر کی ترقی اور جدت بہت پسند آئی۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اکثر مسلم ممالک میں دین بس روایات اور رسم ورواج کا نام ہے۔ ماسوا اس کے کہ جوانوں میں اسلامی احیا اور معمول کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں نظر آرہی ہیں۔ میں نے یہ دورہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے یہ کام پہلے نہیں کیا تھا، کیونکہ اگر میں عرب اور اسلامی ممالک کا دورہ اس سے قبل کرلیتی تو شاید پھر میں دین پر اتنی سختی سے کاربند رہنے والی نہ بن سکتی۔ کیونکہ کتابوں میں اپنے مطالعے کے دوران اس کے جو افکار، عقیدے اور ثقافت کی میں نے حسین صورت دیکھی تھی وہ ان ممالک کے لوگوں کی زندگی میں مفقود نظر آئی، بلکہ بعض ایسے مناظر بھی دیکھنے میں آئے جو بالکل اسلامی روح کے خلاف تھے۔

پردہ پوشی

حضرت سعید بن مسیب جلیل القدر تابعی اور دنیائے اسلام کے امام اور مقتدیٰ مانے جاتے تھے، وہ اگرچہ احکام خداوندی کے باب میں بڑے سخت گیر تھے، لیکن کسی کے گناہ کی پردہ دری پسند نہ کرتے تھے اور خود دوسروں کو بھی پردہ پوشی کی تلقین کرتے تھے۔ ابن خرملہ کا بیان ہے کہ ایک دن، میں صبح کو باہر نکلا تو ایک شخص کو نشہ کی حالت میں پایا، اس کو زبردستی اپنے گھر گھسیٹ لایا، اس کے بعد سعیدؒ سے ملاقات ہوئی۔ ان سے میں نے پوچھا: ایک شخص نے ایک شخص کو نشہ کی حالت میں پایا، اس صورت میں وہ کیا کرے؟ اس کو حاکم کے سپرد کرکے اس پر حد جاری کرائے؟ ابن مسیب نے جواب دیا: ”اگر تم اس کو اپنے کپڑے سے چھپا سکو تو چھپالو۔“ یہ سن کر میں گھر واپس آیا، اس وقت وہ شخص ہوش میں آچکا تھا، مجھ پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر شرمندگی طاری ہوگئی، میں نے اس سے کہا کہ: ”تم کو شرم نہیں آتی، اگر تم صبح اس حالت میں پکڑ لئے جاتے اور تم پر حد جاری کی جاتی تو لوگوں کی نگاہوں میں تمہاری کیا آبرو رہ جاتی، تم زندگی ہی میں مردہ ہوجاتے، تمہاری شہادت تک قبول نہ کی جاتی۔“ یہ نصیحت سن کر اس شخص نے کہا: ”خدا کی قسم آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا، اس پردہ پوشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہوگیا۔“ (طبقات ابن سعد۔ ج: 101/5) برائیوں سے روکنے کے لئے جہاں تک ہوسکے حکمت اور دانشمندی سے کام لینا چاہئے، بہت سے لوگ غلط ماحول اور غلط تربیت کی بنا پر برائیوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، ایک مصلح اور ہمدرد کو اس نقطہ کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے، پھر پردہ پوشی بھی ایک اچھا وصف ہے، اس کے نتائج بھی بسا اوقات اچھے نکلتے ہیں۔